علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین وعلیکم بالجماعة والعامة

۱۰ فروری سنہ ۱۸۶۹ء

[illegible] تحقیق و تدقیق انیق من ہدایات و درایات [illegible]

فی رد التحفتین المؤلفین

توضیح السنة الہدی

السید امداد علی صاحب [illegible]

[illegible]

اوّل مرتبہ ۳۰۰ جلد

[illegible] مطبع [illegible] واقع [illegible]

۲۰۰۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وفقنا بصیام شہر رمضان وقیامہ وانزل بصیام
علی رسولہ فیہ القران فقال فی شانہ شہر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولنا
محمد والہ واصحابہ خصوصاً علی الخلفاء الراشدین الذین ندبوا
الی سنتہم فقال علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین
المہدیین من بعدی الخ مخفی نرہے کہ رسالہ مؤلفہ موسومہ بنور الہدی بنور الہدی
باہدا بعض العلماء کہ بجواب استفتاء التراویح کے لکھا گیا ہے نظر سے گذرا
بیساختہ یہہ شعر یاد آیا ؎ کوس شہرت نتوان زد بہ بیان دگرے ٭ زندگانی
نتوان کرد بجان دگرے ٭ بمعائنہ نسخہ مسطورہ کے معلوم ہوا کہ موجد ومخترع اس
جا سیت پڑہنے وپڑہانے نماز تراویح آٹھہ ۸ رکعت وچہتیس ۳۶ رکعت وبیس ۲۰ رکعت سوائے
وتر بعد استقرار حکم واسطے پڑہنے بیس ۲۰ رکعت نماز تراویح کہ زمانہ خلافت حضرت عمر

رضی اللہ عنہ سے الی یومنا ہذا شرقاً و غرباً عمل اہلسنت وجماعت کا اسپر ہے
حضرت مؤلف مجتہد اس عمل متروک کے تیرہ صدی مین ہوئے ہین باوجودیکہ آپ
تئین حنفی لکھتے ہین لیکن یہہ خبر نہین کہ مذہب امام ابی حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ مین بیس
رکعت سے تراویح زیادہ پڑہنا باجماعت یعنی بموجب مذہب امام مالک کے فقہا نے مکروہ
لکھا ہے یہان پر یہہ مثل یاد آئی گندہ بروزہ باخت کہ اگرچہ گندہ اللہ بجا و بندہ و
مخفی نرہے کہ استفتاء مذکور مین ذکر خاص حضرت مولف کا نہ تہا کہ تحریر فتوی سے
کنارہ کیا جاتا لہذا بفحوائے المفتی کالمستفتی تحریر فتوی مین مبادرت کی گئی لیکن
حضرت مولف کھل پڑے وخلاف تہذیب اخلاق کے سخن چینی بلکہ بہتان بندی
نام لکھہ لکھہ کر عمل مین لائے ؎ بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے
ہے یہہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے + اب اگر کچھہ گستاخی عمل مین آوے
تو بفحوائے اس مصرع کے معذور فرماوین ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است
حضرت مجتہد مجدد تیرہ صدی نے جواب بہ نسبت اصحاب ثلاثہ کے سخنان طعن و تشنیع
تحریر فرمائے ہین اوسکا جواب مجملاً اس شعر سے حاصل ہے ؎ سخن چین را
توانم چارہ کرد + کہ تا ... نگویم او نگوید + ولیکن مفتری را چارہ نیست +
کہ او از خود سخن را آفریند + اور جواب مفصلاً اپنے موقع پر لکھا جاویگا حضرت
مجتہد کا کلام رسالہ مؤلفہ مین مضطرب ایک دوسرے سے معارض ہے گویا عمر
عیار کی زنبیل ہے و بر نیشان دلیل در اغراط و تفریط سے خلاف سواء السبیل ہے

متضمن انکار سنت ہدیٰ او موسوم بہ نور الہدیٰ سبحان اللہ برعکس نہند نام زنگی کافور
غور فرمائیگا وخفا نہو جئیگا حضرت جو نماز تراویح کو کہین پر لکھتے ہین کہ نماز
تراویح حضرت کی نماز تہجد تہی اور وہ آپ پر بقول جمہور حنفیہ فرض تہی اور
مدار سنت آٹھ رکعت پر فعلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مدار سنت
موکدہ ہونیکا ہے متحقق نہین ہے تو بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا کیونکر ثابت
ہوسکتا ہے اور کہین تحریر فرماتے ہین کہ نماز تراویح حضرت نے آٹھ رکعت
پڑہی ہے اور پہر اوسکو ترک فرمایا ہے اور کہین پر رقم ہے کہ بیس رکعت نماز تراویح
مستحب ہے سنت نہین ہے اور کہین پر قلمی ہے کہ بیس رکعت مین سے آٹھ رکعت مسنون
ہین اور بارہ مستحب ہین اور یہہ سنت موکدہ ہرگز نہین ہے اور کہین پر لکھتے ہین کہ یہ
سنت عمری ہے وفعل خلفاء ثلاثہ ہے اور مراد سنت سے سنت غیر موکدہ اور
کلام نووی مین مراد استحباب سے سنت غیر موکدہ ہے اور اجماع صحابہ راشدین اسپر
نہین ہوا اور کہین لکہتے ہین کہ عذر ترک مواظبت نفس تراویح سے نہین فرمایا ہے بلکہ
ترک مواظبت جماعت تراویح سے عذر فرمایا ہے پس مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی
متحقق ہوئی اور کہین لکہتے ہین کہ بیس رکعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت
نہین اور اوسی کے متصل لکہتے ہین کہ روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے ضعیف ہے لائق حجت کے نہین ہے لیکن رواج وبنا حضرت عمر کا
بیس رکعت کو باختراع خود بطور ابتداع نہو گا کوئی اصل وسند اوسکی قول یا تقریر

آنحضرت سے اون کے پاس ضرور ہوگی یہان تک خلاصہ قول حضرت مجتہد و مجدد سو کہ
اپنے کو حنفی مذہب لکہتے ہین اور دراصل اظہار حنفیت کا واسطے مغالطہ دہی عام کے ہے
کہ اس وجہ ہوکے سے لوگ کید مین آجاوین ورنہ درحقیقت حضرت بنیاد مذہب حنفی کے
استیصال کرنے کی سنکر مین ہین اور خلفاسے ثلاثہ کی سنت فعلی و عملی جو دربات
نماز تراویح کے اور بیس رکعت کے قرار پائی ہے اوسکے مٹانے کی فکر مین مصروف
ہین بہائیو ہرگز اونکے دہوکے مین نہ آئیو حضرت کا قول مندرجہ رسالہ یہہ ہے
اب پوچہتا ہون حضرات سے کہ فرماسئے جو شخص سنت جماعت گیارہ رکعت کو
مع وتر کے حکم حضرت عمر رض سمجہکر اور امام مالک کے موطا کو معتبر جیسا کہ بخاری وغیرہ
حدیث کی کتاب مین ہے پڑہے اور پڑہاوے اور بیس رکعت کو بہی حضرت عمر رض کا
حکم سمجہکر پڑہے اور پڑہاوے اور پہر موافق قول حضرت امام مالک رح کے کہ
حضرت علی و حضرت عمر رضی اللہ عنہما چہتیس رکعت پڑہتے تہے سواے وتر کے
اور اہل مدینہ کا بہی عمل تہا اسی پر پڑہے اور پڑہاوے اور گیارہ رکعت مع وتر
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہی پیش نظر کرے تو فرماسئے کہ ایسا فعل
کرنیوالا رافضی ہوگا یا مبتدع یا جاہل یا کافر یا کیا ہوگا فقط حضرت کا مقولہ
اور مذہب یہہ ہے اور جو فعل کہ مذہب امام اعظم رح مین مکروہ ہے اوسکے
عامل اور ترغیب دینے والے ہین یعنی بیس رکعت سے تراویح باجماعت زیادہ پڑہنا
مذہب امام ابی حنیفہ مین مکروہ ہے اوسکو روا رکہتے ہین فی المضمرات فان قاموا

كما قال مالك رح بالجماعة فعند الشافعي رح لا بأس به وعندنا يكره
بناء على ان التنفل بالجماعة بما نشاء ويكره الخارج يعنی نماز وتر نزدیک
امام ابی حنیفہ ونزدیک شافعی رح کے تین رکعت ہے اور نزدیک امام مالک رح
کے چھتیس ۳۶ رکعت ہے باتباع حضرت عمر رض پس اگر چہ بموجب قول امام مالک رح کے
ساتھ جماعت کے پس نزدیک شافعی رح کے باک نہیں ہے اور نزدیک امام ابی حنیفہ
رح کے مکروہ ہے پیروان مذہب امام اعظم رح پر مخفی نہ رہے کہ تراویح سنت موکدہ بیس
رکعت ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی پر عمل الناس ہے حضرت عمر رض سے باجماع صحابہ کے
مستقر رہا ہے آٹھ رکعت و چھتیس ۳۶ رکعت جو اول میں پڑھی گئی تھی متروک
ہو گئیں بسبب استقرار کے بعد دوسرا عمل جاری نہیں ہوا در مختار میں لکھا ہے اور
صاحب رد المختار اسکو یوں لکھتا ہے قوله سنة مؤكدة صححه في الهداية
وغيرها وهو المروي عن ابي حنيفة وذكر في الاختيار ان ابا يوسف
سأل ابا حنيفة عنها وما فعله عمر فقال التراويح سنة مؤكدة ولم
يتخرجه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يأمر به الا عن
اصل لديه وعهد من رسول الله صلعم واما فيه قول القدوري
انها مستحبة كما فهمه في الهداية عنه لانه انما قال يستحب ان يجتمع
الناس وهو يدل على ان الاجتماع مستحب وليس فيه دلالة على ان التراويح
مستحبة كذا في العناية وفي شرح منية المصلي وحكى غير واحد الاجماع

على سنيتها تمامه في البحر قوله لمواظبة الخلفاء الراشدين اى
اكثرهم لان المواظبة عليها وقعت في اثناء خلافة عمر رض ووافقه
على ذلك عامة الصحابة ومن بعدهم الى يومنا هذا بلا نكير و
كيف لا وقد ثبت عنه صلعم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين
المهديين عضوا عليها بالنواجذ كما رواه ابوداؤد بحر اور شامي
اسكے ذيل اور سنت موكده ہے يعنى بيس ركعت نماز تراويح كے بيچ ہے اگر ترك كرين
اہل جماعت تراويح كو ايك مسجد والے تو گنہگار ہونگے كذا والجماعة فيها سنة
على الكفاية الخ ان اصل التراويح سنة عين فلو تركها واحد كره بخلاف
صلوتها بالجماعة فانها سنة كفاية فلو تركها الكل اساؤا اگر نماز تراويح
سنت غير موكده ہوتى تو ترك سے اوسكے گنہگار ہى لازم نہ آتى اور سنت ہدى وه ہے
كہ ترك اوسكا مستوجب گناه ہو فى نور الانوار الاول سنة الهدى وتاركه
يستوجب اسائة النفل وهو يثاب المرء على فعله ولا يعاقب على تركه
اور در باب تراويح كے لكہا ہے كہ ختم قرآن تراويح ميں سنت ہے باعث كسل قوم
كے ترك نكيا جائيگا اگر تراويح مستحب ہوتى يعنى نفل تو اوسكے ترك سے موجب عتاب كا
ہونا اور اسقدر تاكيد نہوتى قوله وهي عشرون ركعة هو قول الجمهور و
عليه عمل الناس شرقا وغربا بيس ركعت تراويح قول جمہور ہے اور اسيقدر پر عمل آدميون كا
شرقا وغربا ہے اور بيچ رد المحتار كے لكہتا ہے ذكره في الفتح ان مقتضى الدليل

کون المسنون منها ثمانیاً والباقی مستحبۃ وتمامہ فی البحر وذکرت جوابہ فی
ما علقتہ علیہ کہ بحقیق مقتضا سے دلیل ہونا مسنون اوسی بیس رکعت سے
آٹھہ ہے اور باقی مستحب تمام اوسکا بحر مین ہے ذکر کیا ہمنے جواب اوسکا اوسین کہ جو
تعلیق لکھی ہے ہمنے اوسکے اوپر یعنی جواب مقتضا سے دلیل کا صاحب رد المحتار سنے
لکھا ہے اسوجہہ سے بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا صاحب رد المحتار کے نزدیک بہی
ثابت ہے اور مضمرات مین لکھا ہے کہ نفس تراویح سنت ہے اور ادا اوسکا بالجماعت
مستحب ہے اور یہہ اوسین لکھا ہے وھی سنۃ لا یسع ترکھا اذ الامۃ اجتمعت
علی مراعاتہا وجوازھا ولم ینکرھا احد من اھل القبلۃ الا الروافض
اور یہہ اوسین زاد سے نقل کیا ہے وایضاً فیہ من الاصل والمحیط ہکذا
فی الفتاوی الحجۃ التراویح سنۃ موکدۃ باجماع الصحابۃ رض وعمل الامۃ
ومن انکر کونہا سنۃ فھو مبتدع ضال غیر مقبول الشہادۃ بقول
النبی صلعم شہر رمضان شہر علیہم افترض اللہ علیکم صیامہ وسن
لکم قیامہ فمن صامہ وقامہ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر
شیخ امام ابو عبداللہ الخیراخی سے منقول ہے التراویح سنۃ موکدۃ فکان
کسنۃ الظھر یہہ روایت بہی مضمرات مین ہے اور کافی مین ہے سن فی
رمضان عشرون رکعتا بعشر تسلیمات اسے بہایو حنفی مذہب والو سقدر
روایات جو معتبر کتابون سے اوپر لکھی گئی ہین اوس سے بخوبی ثابت اور محقق ہے

کہ تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہے زمان خلافت حضرت عمر رض مین آکر باجماع صحابہ
استقرار ہوا حضرت عثمان رض و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین بہی مواظبت
رہی بعد اوسکے آجتک حنفی مذہب والے و نیز شافعی مذہب والے اسیقدر پڑہتے ہین
اور جو اسکو سنت نہ سمجہے اور اجماع کو نہ مانے افراط و تفریط کرے یعنی بیس سے کم پڑہے وہ
حنفی نہین ہے اور جو شخص منکر سُنّت ہونے تراویح کا ہو وہ بقول صاحب فتاوی الحجتہ
کے بدعتی و گمراہ وغیر مقبول الشّہادۃ ہے اور جس نے مستحب لکہا ہے اوس سے یہہ
مراد ہے کہ اجتماع مردم واسطے ادائے نماز تراویح کے مستحب ہے نہ کہ خود تراویح مستحب
ہے اور جو شخص اسکو سُنّت عمری کہتا ہے بہ نسبت اوسکے طحطاوی مین یہہ لکہا ہے
واشارہ فی کتاب الکراہتہ من البزازیۃ الی انہ لو قال التراویح سنۃ عمر
کفر لانہ استخفاف وہو کلام الرّوافض وفیہ نظر فقد صرح فی کتب
من المتداولات المعتمدۃ بانہ سنۃ عمر رض لان النبی علیہ الصّلوۃ
والسّلام لم یصلہا عشرین بل ثمانی ولم یواظب علی ذلک وصلاہا
عمر بعدہ عشرین ووافقہ الصّحابۃ علی ذلک ودعوی الاستخفاف
فی حیز المنع حموی خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ تراویح کو سنت عمری کہنے سے استخفاف
ہوتا ہے اسپر بزازیہ والے نے حکم کفر کا دیا ہے بلحاظ ہونے اسکے کلام روافض کے
اس کلام پر اعتراض کیا ہے اور لکہا ہے کہ دعوی استخفاف کا صحیح نہین ہے غرض
یہہ ہے کہ تراویح کو خاص سُنّت عمر رض کی سمجہنے کہ اونہون نے اختراع و استخراج

اپنے نفس سے کیا ہے اور اسمین مبتدع ہتی یہہ اعتقاد اچھا نہین ہے بلکہ یہہ جاننے
کہ بیس رکعت نماز تراویح کی اصل حضرت نبی صلعم سے حضرت عمر رضہ کے پاس تہی
کہ یہہ امر حضرت مولف کو بالاکراہ تسلیم ہے اسی سبب سے حضرت عمر رضہ نے
بیس رکعت پڑہی اور رواج دیا اور خلفاے راشدین و دیگر صحابہ کرام نے اسپر
اجماع کیا اور عطاؤن اسکے پڑہا کچھہ انکار نہین کیا اور اسی بیس رکعت پر استقرار ہوا ہے
آٹہہ اور چہتیس رکعت پڑہنے بعد استقرار کے کسی نے روایت نہین کی اور جو روایت
حضرت ابن عباس سے بیس رکعت پڑہنے آنحضرت صلعم کے مروی ہے اوسکو باعث
ہونے راوی ابن ابی شیبہ کے ضعیف کہا ہے واضح ہو کہ ضعف راوی سے اصل حدیث
قابل حجت کے نہین ہوتی لیکن قابل عمل کے ہوتی ہے چنانچہ جب کہ حضرت عمر رضہ کی
خلافت مین بیس رکعت نماز تراویح کی پڑہی گئی اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضہ
و دیگر صحابہ کرام نے اسپر اتفاق اور معمول اپنا فرمایا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ
کہ بیس رکعت پڑہنے کی اصل حضرت عمر رضہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
تہی اگر نہوتی تو گیارہ رکعت مع وتر پڑہنا جو حضرت رسول مقبول کا بروایت صحیحہ
حضرت عائشہ رضہ سے مروی تہا کیونکر ترک ہوتا اور استقرار و اجماع بیس رکعت
پڑہنے پر نہوتا چنانچہ صاحب فتح القدیر فرماتے ہین ثم ثبت العشرون من
زمن عمر فی الموطا عن یزید ابن رومان قال کان الناس یقومون
فی زمن عمر ابن الخطاب بثلاثة وعشرین رکعة قوله بثلاثة وعشرین

رکعة قال البیہقی والثلثة هو الوتر ولا ینافیه روایة السابقة فانه
وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین روی البیہقی باسناد صحیح انهم
یقومون فی عهد عمر بعشرین رکعة وفی عهد عثمان وعلی مثله وروی
البیہقی فی المعرفة عن سائب ابن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر ابن
الخطاب بعشرین رکعة والوتر قال النووی فی الخلاصة اسناده صحیح وفی
الموطا روایته باحدی عشر وجمع بینهما بانه وقع اولا ثم استقر الامر
علی العشرین فانه المتوارث اه عبارت فتح القدیر پر غور فرمانے کہ اس
سے ثبوت استقرار بیس رکعت نماز تراویح سنت ہدی کا بسبب مواظبت خلفاء محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ترک ہونا آٹھ رکعت جو پہلے وقوع مین آیا تھا بخوبی ہویدا
ہے اور صاحب فتح القدیر نے جو باعتبار مقتضاے دلیل کے آٹھ رکعت مسنون اور
بارہ رکعت مستحب تحریر فرمایا ہے اوس کے بعد یہ نہین لکھا ہے کہ آٹھ رکعت اور
تین رکعت اور چھتیس رکعت حنفی مذہب والے کو پڑھنا و پڑھانا جائز ہے اور مقتضاے
دلیل کا جواب باصواب صاحب رد المحتار نے تحریر کیا ہے کہ اوسکا حوالہ اوپر دیا
اور حدیث شریف مین منقول ہے کہ روزہ رمضان کا خداوند تعالی نے اوپر تمہارے
فرض کیا ہے اور قیام واسطے تمہارے مسنون کیا ہے اور قیام سے مراد نماز تراویح
ہے اسی سبب سے ہونا نماز تراویح کا سنت موکدہ معلوم ہوتا ہے اگر غیر موکدہ ہوتی
جیسا کہ مولف لکھتے ہین تو بمقابلہ روزہ فرض کے اس نماز مسنون پڑھنے کا ارشاد نہوتا

مقابلہ فرض کے یہہ سنت مقتضی ہے کہ موکدہ ہو کما لا یخفی اور حضرت مؤلف
کیون نہ اسکو غیر موکدہ و نفل کہین کہ اونکو اس قاعدہ کی خبر نہین ہے فی ردّ المحتار لیس
کل نافلۃ سنۃ فان کل صلوٰۃ لم یطلب بعینہا نافلۃ لیست بسنۃ
بخلاف ما طلب بعینہا کصلوٰۃ اللیل والضحی مثلاً ترجمہ نہین ہے کل
نفل سنت پس تحقیق کہ جو نماز نہین طلب کی گئی ہے بعینہا نفل ہے نہین ہے سنت بخلاف
اوس چیز کے طلب کی گئی ہے بعینہا مانند نماز رات کے اور ضحی کے اور مخفی نہین ہے
جو نماز رات کی طلب کی گئی ہے اوسمین سے نماز تراویح بہی ہے مؤلف صاحب لکہتے
ہین کہ نماز تراویح حضرت کی نماز تہجد تہی اور نماز تہجد آپ پر نزدیک جمہور حنفیہ کے فرض
ہے مسنون ہونا نماز تراویح کا اس سے ثابت نہین ہوتا اس تحریر خاص سے مطلب
خاص حضرت کا یہہ ہے کہ نماز تراویح کی مسنونیت کو آنحضرت سے باطل کرین کہ جس سے
تخفیف کل نماز تراویح کی ہو جاوے اس پردہ مین اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہین اور
قایل ہونا جمہور کا بہ نسبت فرضیت نماز تہجد کے حضرت پر بیان کرتے ہین حالانکہ یہہ مسئلہ
مختلف فیہ ہے فی ردّ المحتار وقد تردد المحقق فی فتح القدیر فی کونہ سنۃ
او مندوبا لان الادلۃ القولیۃ تفید الندب والمواظبۃ الفعلیۃ تفید
السنۃ لانہ صلعم اذا واظب علی تطوع یصیر سنۃ لکن ھذا بناء علی
انہ کان تطوعاً فی حقہ وھو قول طائفۃ وقالت طائفۃ کان فرضاً
علیہ فلا یفید مواظبتہ علیہ السنۃ فی حقنا لکن صریح ما فی مسلم وغیرہ

عن عائشہ رض انہ کان فریضۃ ثم نسخ ھذا خلاصۃ ما ذکرہ ومفادہ
اعتماد السنۃ فی حقنا لانہ صلعم واظب علیہ بعد نسخ الفریضۃ ولذا قال
فی الحلیۃ والاشبہ انہ سنۃ وفیہ ایضاً واقل التہجد رکعتان واوسطہ
اربع واکثرہ ثمان وفیہ ایضاً یکرہ ترک تہجد اعتادہ بلا عذر
پس تحریر و تقریر بالا سے ثابت ہے کہ نماز تہجد کی مندوب و تطوع و فرض ہونے
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نماز تہجد
بیچ حق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تطوع تہی اور دوسرے گروہ نے کہا ہے
کہ فرض تہی پس جس حالت مین کہ یہہ نماز بیچ حق آنحضرت کے تطوع ہوگی باعث مواظبت
آنحضرت کے سنّت ہوگی بیچ حق ہمارے اور جسوقت مین کہ فرض ہوگی بیچ حق آنحضرت
کے تو باعث مواظبت آنحضرت کے فائدہ سنّت کا بیچ حق ہمارے نہ بخشیگی لیکن صریح
وہ حدیث ہے کہ بیچ مسلم وغیرہ کے حضرت عائشہ سے ہے اوس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ نماز تہجد
فرض تہی بعد اوسکے فرضیت اوسکی منسوخ ہوگئی اور بعد نسخ فرضیت کے مواظبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر فرمایا لہذا یہہ بیچ حق ہمارے کے سنّت ہوئی اسی پر
صاحب حلیہ نے فتوی دیا ہے اور صلوۃ اللیل و قیام اللیل عام تہجد سے ہے چنانچہ
صاحب ردّ المحتار لکہتا ہے نعم صلوٰۃ اللیل و قیام اللیل اعم من التہجد اور نماز
تراویح بہی صلواۃ لیل سے ہے چنانچہ طحطاوی مین بہ نسبت اوسکے لکہا ہے انہا
وان کانت تبعاً للعشاء لکنہا صلوۃ اللیل اس تحریر سے تمیز درمیان نماز تراویح

اور نماز تہجد کی ہو گئی پس لکہنا مؤلف کا یہہ عبارت ہرگاہ ثبوت سنت ہونے آٹھ
رکعت نماز تراویح کا بھی دشوار ہے اس لئے کہ آٹھ رکعت تراویح آنحضرت کی نماز تہجد
تہین اور نماز تہجد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزدیک جمہور حنفیہ کے فرض
ہے تو مداومت آٹھ رکعت پر نفلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مدار سنت
موکدہ ہونیکا ہے متحقق نہین ہوئی تو بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا کیونکر ثابت ہوگا
فقط محض غلط و خلاف تحقیق کے ہے حضرت مؤلف کو ہنوز تفرقہ درمیان بیان
وسواوسکے نہین ہوا حضرت مؤلف جو صفحہ ۱۹ اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین
کہ نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے و اتفق العلماء علی استحبابها اور
ترجمہ اوسکا یہہ فرماتے ہین متفق ہوئے ہین علماء نماز تراویح کے مستحب ہونے پر
پس تطبیق درمیان کلام ان علماء کے کہ جنہون نے اختلاف استحباب اور سنیت نماز
تراویح مین نقل کیا ہے اور کلام نووی کے کہ اتفاق علماء استحباب پر ہے یون ہے
کہ جس کام کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے وہ سنت ہے پس اگر اوس کام کو
بر سبیل عادت کیا ہے تو وہ سنت زائدہ ہے اور اگر بر سبیل عبادت کیا ہے اور
اوسپر مواظبت فرمائی ہے تو وہ سنت موکدہ ہے والا سنت غیر موکدہ اور اطلاق
مستحب کا کبھی سنت غیر موکدہ پر آتا ہے اور کبھی فعل صحابہ وغیرہم پر پس کلام
ناقلین استحباب اور سنیت تراویح مین مراد استحباب سے فعل خلفاء ثلاثہ ہے
اور مراد سنت سے سنت غیر موکدہ ہے اور کلام نووی مین مراد استحباب سے سنت

غیر مؤکدہ لیکن چونکہ قول ان لوگون کا کہ تراویح کو فعل صرف صحابہ کا نہ آنحضرت کا ٹھیرتے ہین اور اس معنی کرا وسکو مستحب کہتے ہین صحیح نہ تہا لہذا نووی نے اوسکے قول کا اعتماد نکر کے اتفاق علماء استحباب یعنی سنّت غیر مؤکدہ ہونے تراویح پر بیان کیا ہے فقط سبحان اللہ کیا توفیق غیر رفیق ہے اور تراویح کو سنّت غیر مؤکدہ قرار دیکر خوب استراحت حاصل کی اس جگہہ پر قول ایک شاعر کا مناسب حال یاد آیا

شعر روزہ نہ می گشد نہ مرا ریح می کشد | لیکن مرا نماز تراویح می کشد +

حضرت مؤلف کی تحقیق مین بہ نسبت تراویح کے فعل خلفاء ثلاثہ مستحب یعنی سنّت غیر مؤکدہ ہے فعل خلفاء راشدین کو خارج سنّت مؤکدہ اور ہدی سے ٹھیراتے ہین حالانکہ یہہ تحقیق اون کی غلط ہے ردّ المحتار مین یہہ لکھا ہے اعلم ان المشروعات اربعة اقسام فرض وواجب وسنة ونفل فما کان فعله اولی من ترکه مع منع الترك ان ثبت بدلیل قطعی ففرض او بظنی فواجب وبلا منع الترك ان کان مما واظب علیه الرسول صلی اللّٰه علیه وآله وسلم او الخلفاء الراشدون من بعده فسنة والا فمندوب ونفل والسنة نوعان سنة الهدی وترکها یوجب اساءة وکراهية کالجماعة والاذان والاقامة ونحوها وسنة الزوائد وترکها لا یوجب ذلك کسیر النبی علیه الصلوة والسلام فی لباسه وقیامه وقعوده والنفل ومنه المندوب یثاب فاعله ولا یسیئ تارکه ترجمہ جانو کہ تحقیق کہ مشروعات چار

قسم ہین فرض اور واجب اور سنت اور نفل پس وہ چیز کہ ہو کرنا اوسکا بہتر ترک اوسکے
سے ساتھہ منع ترک کے اگر ثابت ہو بدلیل قطعی پس فرض ہے اگر ثابت ہو بدلیل
ظنی تو واجب ہے اور بلا منع ترک کے اگر ہوا وس چیز سے کہ مداومت ہو اور مواظبت
سکے ہوا اوپر اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا خلفاء راشدین نے بعد آنحضرت
کے پس سنت ہے والا مندوب اور نفل ہے اور سنت دو طرح ہے سنت ہدی کہ ترک
اوسکا موجب گنہگاری اور کراہیت ہے مانند جماعت و اذان اور اقامت اور مانند
اسکے اور سنت زوائدہ کہ ترک اوسکا موجب گنہگاری اور کراہیت نہو مثل سیرت
نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بیچ لباس اور قیام اور قعود آپ کے اور نفل بعض اوس
سے مندوب ہے ثواب پاتا ہے کرنیوالا اوسکا اور نہین گنہگار ہوتا ہے تارک اوسکا
اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جس فعل پر حضرت نے خواہ حضرت کے خلفاء نے بعد آنحضرت
کے مواظبت کی ہو وہ سنت ہے فعل حضرت ہو خواہ فعل خلفاء آنحضرت ہو جسکا ترک
موجب گنہگاری اور کراہیت ہوگا وہ سنت ہدی اور مؤکدہ مین داخل ہے اور بیس
رکعت نماز تراویح کہ ترک اوسکا موجب گنہگاری اور کراہیت ہے اور ثبوت اسکا
اوپر قرار واقعی ہو چکا ہے داخل سنت غیر مؤکدہ نہین ہے بہر کیف بیس رکعت نماز
تراویح پر تعریف سنت مؤکدہ اور سنت ہدی صادق ہے طرفہ یہہ ہے کہ حضرت مؤلف
اپنے رسالہ مین یہہ بھی تسلیم فرماتے ہین کہ رواج دینا حضرت عمر رض کا بیس رکعت کو
باختراع خود بطور ابتداع نہو گا کوئی اصل اور سند اوسکی قولاً یا تقریراً آنحضرت صلعم سے

اون کے پاس ضرور ہوگی سبحان اللہ کیا تقریر شتی ایک دوسرے کی مخالف ہے اور
یہہ بہی تحریر فرماتے ہین کہ عذر ترک مواظبت نفس تراویح سے نہین فرمایا ہے بلکہ
ترک مواظبت جماعت تراویح سے عذر فرمایا ہے پس مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی
متحقق ہوئی نہ بیس رکعت تراویح کہ پڑہنا ہی بیس رکعت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ثابت نہین ہوتا ہے پس جبکہ جماعت نماز تراویح کی سنت موکدہ علی الاعیان نہوئی
بلکہ سنت علی الکفایہ یا مستحب علی اختلاف القولین قرار دی گئی تو بیس رکعت تراویح
کیونکر سنت موکدہ علی الاعیان ہوسکتی ہے فقط اب حضرت مولف سے پوچہا جاتا ہے
کہ ہرگاہ نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد تہی اور وہ آپ پر فرض
تہی تو حضرت عمر رضہ کے پاس بہ نسبت پڑہنے بیس نماز تراویح سنت کی کیا اصل تہی
کہ بجاے فرض تہجد باجماعت کے بیس رکعت پڑہی و پڑہائی اور حضرت عثمان رضہ اور حضرت
علی رضہ و دیگر صحابہ نے زمانہ خلافت حضرت عمر رضہ مین کیون اجماع و استقرار
اس امر پر فرمایا اور جبکہ یہہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تہی تو مواظبت
نفس تراویح پر نہوئی بلکہ نماز تہجد پر ہوئی جو فرض تہی اور مواظبت حکمیہ جماعت تہجد کی
واقع ہوئی نہ تراویح سنت آٹہہ رکعت کی متحقق ہوئی واضح ہو کہ مذہب حنفیہ مین
نفس تراویح علی الاعیان یعنی ہر فرد پر سنت موکدہ ہے اگر ایک شخص ترک کریگا
تو مستوجب کراہیت کا ہوگا اور جماعت نماز تراویح سنت کفایہ ہے یعنی اگر ایک
مسجد والی جماعت ترک کرین گی تو سب گنہگار ہونگے اور یہہ کسنے کہا ہے کہ نماز

تراویح باجماعت سنّت علی الاعیان ہے کہ اوسپر اعتراض فرماتے ہین ہان حضرت
مؤلف کی تقریر پر یہہ ایراد وارد ہے کہ مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی متحقق ہے
پس جبکہ حضرت مولف مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی ثابت کرتے ہین تو پہر بقول
اون کے جماعت نماز تراویح سنّت موکدہ علی الاعیان نہونے کے بعد زوال عذر
بوفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکر نہوگی حاصل تقریر یہہ ہے کہ
جب حسب تسلیم مؤلف آنحضرت نے عذر ترک مواظبت نفس تراویح سے نہین فرمایا
تو اس سے ثابت ہوا کہ نفس تراویح علی الاعیان سنت موکدہ ہے اور جبکہ بقول مولف
عذر ترک مواظبت جماعت تراویح سے فرمایا تو اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ اگر
عذر نہوتا تو جماعت سنّت موکدہ ہوتی چنانچہ مواظبت حکمیہ نماز تراویح کو تسلیم فرماتے
ہین اور بیس رکعت پڑہنے اور پڑہانے نماز تراویح حضرت عمر رضہ کے پاس رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصل سند ٹہراتے ہین باوجود اس تسلیم کے اوسپر یہہ
متفرع کرتے ہین اور نتیجہ نکالتے ہین کہ بیس رکعت تراویح کا آنحضرت سے پڑہنا ہی
ثابت نہین ہوتا ہے اور اوسپر یہہ پہر تفریع کرتے ہین پس جبکہ نماز تراویح کہ سنت
موکدہ علی الاعیان نہوئی تو بیس رکعت تراویح کیونکر سنت موکدہ علی الاعیان ہوسکتی
ہے حالانکہ جماعت نماز تراویح کی سنّت موکدہ علی الاعیان کسی نے نہین لکہا ہے
خود ہی لکہتے ہین اور اپنے اوپر ایراد وارد کراتے ہین اور اس تراویح کو تہجد ٹہراکر
اور فرضیت کے قائل ہوکر سنت سے خارج کرتے ہین ۵ خود غلط املا غلط انشا غلط

دیکھیے ہوتا ہے اب کیا کیا غلط + اور امام نووی نے جو مستحب لکھا ہے اوس مستحب سے
مراد یہہ ہے کہ جمع ہونا آدمیون کا واسطے اداے نماز تراویح کے بجماعت مستحب ہے
اور علاوہ اسکے اطلاق مستحب کا اوپر سنت کے بہی ہوتا ہے کما فی رد المحتار یطلق
المستحب علی السنة وبالعکس یعنی بولا جاتا ہے مستحب اوپر سنت کے اور بالعکس
ہے اور جس نے اسکو مستحب لکھا ہے تاویل اسکے قول کی اوپر سنت کے کرنا لازم ہے
کیونکہ اگرچہ یہہ فعل خلفاء راشدین کا بہی ہو تب بہی یہہ سنت موکدہ ہے تارک اسکا
گنہگار اور مستوجب کراہیت کا ہوگا اور قابل ملامت کے چنانچہ تحقیق اسکی اوپر
گذر چکی ہے اور جو سند حضرت مؤلف نفحات رشیدی کی لائے ہین اور عبارت اوسکی
یہہ ہے واختلفوا فی عدد رکعاتها التی یقوم بها الناس فی رمضان ما المختار
منها اذلا نص فیها فاختار بعضهم عشرین رکعة سوی الوتر ویستحسن
بعضهم ستة وثلثین رکعة والوتر ثلث رکعات وسوالامر القدیم الذی
کان علیه الصدر الاول والذی اقول به فی ذالک ان لا توقیت فیه
فان کان لولا بد من الاقتداء فالاقتداء برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
فی ذلک فانه ثبت عنه صلی الله علیه وآله وسلم انه ما زاد علی احدی
عشر رکعة بالوتر شیئًا لا فی رمضان ولا فی غیره الا انه کان یطولها
فهذا هو الذی اختاره بجمع بین قیام رمضان والاقتداء برسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم قال الله تعالی لقد کان لکم فی رسول الله اسوة

حسنة ترجمہ اور مختلف ہوئے ہین علما عدد رکعات تراویح مین کہ قیام کرتے ہین ساتھہ
اوسکے لوگ رمضان مین کہ کیا مختار ہے رکعات تراویح مین اس لئے کہ نہین نص ہے
رکعات تراویح مین سو اختیار کیا ہے بعض اون کے نے بیس ۲۰ رکعت کو سوا وتر کے
اور مستحسن رکھا ہے بعض اون کے نے چھتیس ۳۶ رکعت کو اور وتر کو تین رکعت اور یہی امر
قدیم ہے کہ تھی اوسپر صدر اوّل اور وہ چیز کہ کہتا ہون مین ساتھہ اوسکے اس باب
مین یہہ ہے کہ نہین تعین ثابت ہے اسمین پس اگر ہے ضروری اقتدا کسی کی پس اقتدا
ساتھہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس باب مین لایق تر ہے پس تحقیق ثابت
ہوا ہے آپ سے کہ نہین زیادہ کیا ہے آپ نے گیارہ رکعت پر ساتھہ وتر کے کچھہ نہ
رمضان مین اور نہ غیر رمضان مین مگر تحقیق تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
درازی کرتے بیچ اون رکعات مین پس یہہ وہ ہے کہ پسند رکھتا ہون مین اسکو
واسطے جمع کے درمیان قیام رمضان اور اقتدا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
فرمایا ہے اللہ تعالی نے البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اقتدا نیک واضح ہو کہ صاحب نفحات رشیدی راے اپنی بہ نسبت پڑھنے
گیارہ رکعت نماز مع وتر کے رمضان مین لکھتا ہے اور عمل صدر اوّل خلاف اوسکے
تسلیم کرتا ہے مگر یہہ نہین لکھتا کہ اسپر فتوی ہے اور اسپر عمل صحابہ راشدین تھا
اور جو استقرار پڑھنے بیس ۲۰ رکعت نماز تراویح کا زمانہ حضرت عمر رضہ سے تھا اوسکے
عدم اقتدا کی کیا سند ہے اور یہہ اجتہاد اوسکا خلاف متون اور کتب مشہورہ

متداولہ کے بیچ غمز الحموی لا تجوز الفتوی من التصانیف الغیر المشہورۃ
وبہ صرح المصنف فی بعض رسائلہ الا ان اصحاب المتون مشوا علی قولہما
فینبغی اعتمادہ لان العمل علی ما فی المتون اذا عارضہ ما فی الفتاوی[1]
جبکہ کتب معتبرہ مین جسکا حوالہ اوپر دیا گیا ہے صاف لکہا ہے کہ تراویح بیس[2]
رکعت مسنون ہے اور زمانہ حضرت عمر رضہ سے باجماع صحابہ اسیکا استقرار ہوا
اور آٹہہ رکعت جو اول مین پڑہی گئی تہین وہ متروک ہوا ہیں اب صاحب نفحات
رشیدی جو اپنی راے اس باب مین لکہتا ہے قابل تقلید کے نہین ہے فی
نور الانوار تقلید الصحابی واجب یترک بہ القیاس ای قیاس التابعین ومن بعدہم
لان قیاس الصحابی لا یترک بقول صحابی اخر لاحتمال السماع من
الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل ہو الظاہر فی حقہ وان لم
یسند الیہ ولئن سلم انہ لیس مسموعا منہ بل ہو رایہ فرای
الصحابی اقوی من رای غیرہم لانہم شاہدوا احوال التنزیل واسرار
الشریعۃ فلہم مزیۃ علی غیرہم فقط تقلید صحابی کی واجب ہے اور چہوڑا
جاتا ہے اوسکے ساتہہ قیاس یعنی قیاس تابعین کا اور اون کے بعد کا اسواسطے
کہ تحقیق قیاس صحابی کا نہین ترک کیا جاتا ہے ساتہہ قول دوسرے صحابی کے اسواسطے
کہ احتمال سننے کا ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلکہ وہ ظاہر ہے بیچ حق
اوسکے کے اگرچہ نہ سند ہو طرف اوسکی اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ وہ نہین ہے مسموع

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلکہ وہ راے اوسی صحابی کی ہے پس راے صحابی کی
تو ہی تر ہے راے غیر اون کی سے اسواسطے کہ دیکہا ہے اونہون نے احوال
قران کو اور اسرار شریعت کو پس واسطے اون سبہون کے زیادتی ہے اوپر
غیر اونہون کے ماحصل یہہ ہے کہ جب ایک تقلید صحابی کا یہہ حال ہے کہ بمقابلہ اوسکے
اقوال غیر صحابی مرجوح ہین توجبکہ خلفاء ثلثہ راشدین و دیگر صحابہ کرام کا اجماع بڑہانے
اور پڑہانے بیس رکعت زمانہ خلافت حضرت عمرؓ مین اوپر اسی کے رواج پکڑا مادون
و مافوق اوسکے ترک ہوا تو اس اجماع کو توڑنا اور خلاف اوسکے عامل و قایل ہونا
اور سند لانا قول اوس شخص کا کہ مادون صحابی اور تابعین ہے بمقابلہ اقوال
صحابی اور تابعین کے قابل حجت نہین ہے اور قول صاحب نفحات رشیدی خلاف
تصحیح قاضی خان کے ہے اوس نے اپنے فتاوی مین لکہا ہے کہ التراویح سنت موکدۃ
للرجال والنساء وتوارثها الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم الی یومنا هذا تراویح سنت موکدہ ہے واسطے مردوزن کے گورثہ پایا
اوسکو خلف نے سلف سے نزدیک تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آج تک وفیہ ایضا قال قوم منهم انه لیس بسنة اصلا لان النبی علیہ السلام
اقامها فی بعض اللیالی ولم یواظب علیها ثم احدثها عمر اور کہا ایک قوم نے
روافض سے کہ وہ سنت ہرگز نہین ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قایم کیا تہا
تراویح کو بیچ بعض راتون کے اور نہین مواظبت کی اوپر اوسکے اور بعد اوسکے احداث کیا

اوسکو عمر نے فی لاهل السنة والجماعة ملجاء من رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم انه قال فی شان رمضان فرض الله علیکم صیامه وسننت لکم
قیامه۔ اور دلیل اہل سنت وجماعت کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے بیچ شان رمضان کے فرض کیا اللہ تعالی جل شانہ نے روزہ
اور سنت کیا میں نے واسطے تمہارے قیام اوسکا یعنی نماز تراویح وفیه ایضاً وواظب
علیها الخلفاء الراشدون وقال علیه السلام علیکم بسنتی وسنة
الخلفاء الراشدین من بعدی مواظبت کیا نماز تراویح پر خلفاء راشدین نے
اور کہا علیہ السلام نے لازم پکڑو اوپر اپنے سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی
بعد میرے وفیه ایضاً انما لم یواظب النبی صلی الله علیه وآله وسلم
خشیة ان یکتب علینا اور مواظبت نہیں فرمائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بخوف فرضیت اوسکے اوپر ہم سب کے وفیه ایضاً فثبت انها سنة ویستحب
اداءها بالجماعة پس ثابت ہوا کہ نماز تراویح سنت اور مستحب ہے ادا اوسکا ساتھ
جماعت کے وفیه ایضاً مقدار التراویح عند اصحابنا والشافعی رحمهم الله ما روی
الحسن عن ابی حنیفه رح قال القیام فی شهر رمضان سنة لا ینبغی ترکها یصلی اهل کل مسجد فی
مسجدهم کل لیلة سوی الوتر عشرین رکعة خمس ترویحات بعشر
تسلیمات یسلم فی کل رکعتین مقدار تراویح کے نزدیک اصحاب ہمارے
وامام شافعی کے وہ ہے کہ روایت کیا حسن نے ابی حنیفہ رحمۃ اللہ سے کہا قیام بیچ شہر

رمضان کے سنت ہے نا روا ہے ترک اسکا بڑہین اہل کل مستحب ہے بیچ مسجد اپنی کی
ہر ایک رات سوائے وتر کے بیس رکعت پانچ ترویحہ کی ساتھہ دس سلام اور سلام پھیرے
بعد ہر دو رکعت کے وقال مالك رح ان یصلی ستة وثلاثین رکعة سوی
الوتر لما روی عن عمر وعلی رض انهما کانا یصلیان ستة وثلاثین رکعة
کہا مالک رحمہ اللہ نے پڑہے چہتیس ۳۶ رکعت سوائے وتر کے کیونکہ روایت کی گئی ہے
حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کہ وہ پڑہتے تھے ۳۶ رکعت حضرت
مولف نے اپنے رسالہ مین قاضیخان کا قول اوپر اور نیچے سے چہوڑکر بیچ کا فقرہ
وقال مالك سے لکھدیا ہے اوپر اور نیچے کی عبارت مفسر مدعا تھا مگر حضرت مولف
نے اوسکو حذف فرمایا ہے بعد اس عبارت کے قاضی خان لکھتے ہین ولنا ما روی
عن ابن عباس قال انه کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یصلی عشرین
رکعة فی شهر رمضان ثم کان یوتر بثلاث بعدها حضر رمضان بالذکر
فالظاهر انه اراد به التراویح وهو المشهور من الصحابة والتابعین
رضوان الله علیهم اجمعین وما روی مالك رح غیر مشهور وهو
محمول علی انهما کانا یصلیان بین کل ترویحة اربع رکعات فرادی فراد
کما هو مذهب اهل المدینة اس عبارت کو حضرت مولف نے ترک فرمایا ہے
مطلب اسکا یہہ ہے کہ دلیل واسطے بیس رکعت پڑہنے نماز تراویح کے امام ابی حنیفہ
کے نزدیک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پڑہتے تھے بیس رکعت بیچ شہر رمضان کے بعد اسکے تین رکعت وتر پڑہتے تھے
اور یہہ روایت مشہور ہے صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور جو روایت
امام مالک نے ۳۶ رکعت پڑہنے کی حضرت عمر وحضرت علی سے کی ہے غیر مشہور ہے
اور وہ محمول ہے اوپر اسکے کہ درمیان ہر ترویحہ کے چار چار رکعت علیحدہ علیحدہ
پڑہتے تہے نہ باجماعت اور اسطرح پر اہل مدینہ پڑہتے ہین چہتیس ۳۶ رکعت کو پس چہتیس ۳۶
رکعت پڑہنا تراویح کا باجماعت ثابت نہوا بلکہ سواے بیس ۲۰ رکعت کے اگر زیادہ
پڑہیگا تو نزدیک امام ابی حنیفہ رح مکروہ ہوگی بہ نسبت تصحیح قاضی خان کے کتاب
حموی مین یہہ لکہا ہے قال فی تصحیح القدوری للعلامۃ قاسم ان ما
یصححہ قاضی خان من الاقوال یکون مقدما علی تصحیح غیرہ لانہ کان
فقیہ النفس وھذا القول صححہ قاضی خان فینبغی اعتمادہ اب حضرت مولف کو
لازم ہے کہ قول فقیہ النفس ملاحظہ فرماکے سنت موکدہ ہونے بیس ۲۰ رکعت نماز تراویح
کے اقرار فرماوین قول نفحات رشیدی اور دیگر اقوال غیر مفتی بہ وغیر معمول بہ ہیں
کہ خلاف استقرار خلفاء ثلاثہ کے ہے نہ اثر ہین ومقابلہ قول جمہور فقہا واہل متون
کے قول صاحب فتح القدیر کو ترجیح نہ دین حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ جملہ فقہا نے
تلقی بقبول کیا ہے اور واسطے ثابت کرنے بیس رکعت تراویح کے آنحضرت سے
حجت اور دلیل لائے ہین اور اصحاب حدیث نے باعث راوی ہونے ابن ابی شیبہ
کے اسکو ضعیف لکہا ہے واسطے تقویت اس حدیث کے چند امور قابل گذارش کے

خدمت مین اہل فضل و انصاف کے ہے اوّل یہہ ہے کہ فعل عمل و امر و استقرار خلفاء راشدین یعنی حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعت پر واقع ہوا اور اتفاق اور اجماع دیگر صحابہ کرام بہی اسی پر ہے دوم تابعین نے بہی اسی پر عمل کیا و حدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین بہی اسکی تائید کرتی ہے اور امام اعظم اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمہم اللہ کا بہی یہی مذہب ہے کہ منتہی الارادات مین جو اون کے مذہب کی کتاب ہے لکہا ہے اور امام مالک صاحب بہی اپنی کتاب موطا مین یزید بن رومان سے استقرار بیس رکعت پڑہنے نماز تراویح کا زمانہ خلافت حضرت عمر رض سے لکہتے ہین سوم شیخ عبد الحق دہلوی شرح سفر السعادت مین لکہتے ہین حکم بصحت احادیث در زمان متاخرین بر خلاف زمانہ سابق است چہ می تواند شد کہ حدیثے در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرایط و قبول رواۃ کہ واسطہ بودند میان ایشان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس ازان از جہت رُوات دیگر کہ بعد ازان آمدند ضعفے پیدا شد پس از حکم متاخرین محدثین بتضعیف حدیثے لازم نیاید ضعوف وے در زمان ابی حنیفہ الخ ما قال حاصل تقریر کا یہہ ہے کہ ہرگاہ حدیث مذکور کو قول و فعل صحابہ کرام اور تابعین عظام سے تقویت ہوئی اور حکم تواتر و شہرت و حدث حدیث کا معتبر صدر اول مین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ یہہ حدیث زمانہ امام ابی حنیفہ رح مین تو صحیح تہی بعد اوسکے زمانہ متاخرین مین جو ضعف اسمین بسبب راوی کے پیدا ہوئے

امام احمد حنبل کے مذہب کی کتاب ہے

اس سے ضعف کا زمانہ امام موصوف مین لازم نہین آتا کما لا یخفی اور جو حدیث کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ حدیث عام ہے قیام رمضان و غیر رمضان دونوںکو
شامل ہے خصوصیت قیام رمضان کی نہین ہے اگر تسلیم کیا جاوے تو یہہ عمل گیارہ
رکعت پڑہنے کا معہ وتر کے ابتدا مین ہوا تہا بعد اوسکے ترک ہو کر استقرار ادیر
بیس رکعت پڑہنے کے سواے وتر کے زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے الی یومنا ھذا ہوا ہے
پس اس سبب سے ثابت ہوا کہ بیس رکعت نماز تراویح فعل آنحضرت ہے اور نیز فعل اور
عمل خلفاء راشدین لہذا سنت موکدہ ہونا اسکا بموجب حدیث علیکم بسنتی
وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی ثابت ہوا اور عدم مواظبت
آنحضرت سے کہ باعث خوف فرضیت کے مواظبت نفرمائی یہہ بات لازم نہین
آتی کہ سنت موکدہ ہونے سے بہی خارج ہوجاوے دیکہو جو چیز اس درجہ اور
مرتبہ مین ہے کہ بعذر خوف فرضیت کے ترک کی گئی تو درجہ سنت موکدہ ہونے
سے کیونکر خارج ہوسکتی ہے اس نکتہ کو سمجہنا چاہئے منکر کی خاطر سے تعریف سنت
موکدہ جاتی رہی ہے ورنہ منکر سنت موکدہ ہونیکا ہوتا سنت موکدہ اوسکو کہتے ہین
کہ جسپر رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یا خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو اور ترک
سے اوسکے گنہگاری ہو چنانچہ نماز تراویح شعائر دین سے ہے مثل نماز عید وغیرہ
کے ترک اسکا موجب گناہ ہے صاحب فتح القدیر کی تحریر پر مولف صاحب نے
بڑی دہوم دہام مچا رکہی ہے کل وسکی عبارت پر خیال نہین کرتے اس مقام پر علامہ

موصوف نے لکھا ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ مبدء استقرار بیس رکعت نماز تراویح کا
زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور اسپر عمل زمانہ خلافت حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ
عنہما مین رہا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخوف فرضیت کے ترک فرمایا
اور گیارہ رکعت کا پڑہنا حضرت کا رمضان اور غیر رمضان مین صلوۃ اللیل اور
نہ زیادہ کرنا اس سے ثابت ہوا اور ابن عباس کی حدیث باعث راوی ہونے
ابن ابی شیبہ کے ضعیف لکھا ہے اور توفیق گیارہ رکعت پڑہنے اور بیس رکعت
پڑہنے مین اسطرح پر کی ہے کہ ابتدا مین گیارہ رکعت تراویح پڑہی گئی اور بعد
اوسکے استقرار اوپر بیس رکعت کے ہوا اور رہونا نماز تراویح کا سنت اور بیس رکعت
سنت خلفاء راشدین لکہا بعد اوسکے لکھتا ہے کہ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین مستلزم اسکو نہین ہے کہ سنت خلفاء راشدین سنت علیہ السلام
بہی ہو کیونکہ سنت علیہ السلام باعث مواظبت علیہ السلام کی ہوتی ہے آنحضرت نے
نماز تراویح پر مواظبت نہین فرمائی ہے باعث خوف فرضیت کے ترک فرمایا ہے
اگر آنحضرت مواظبت فرماتے اور عذر نہوتا تو مواظبت گیارہ رکعت پر واقع ہوتی پس
ہوئین بیس رکعت مستحب اور اسی بیس سے آٹھہ رکعت سنت بعد اسکے لکھتا ہے کہ
ظاہر کلام مشائخ کا یہہ ہے کہ بیس رکعت سنت ہے اور مقتضائے دلیل وہ ہے
جو کہ ہمنے کہا پس بہتر وہ ہے جو عبارت قدوری کی ہے نہ وہ کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ
نے اس باب مین فقط اب عبارت قدوری کی لکھی جاتی ہے اور بہی عبارت صاحب ہدایہ کی

بعد اسکے تحقیق مقتضائے دلیل کی لکھی جاویگی عبارت قدوری کی یہہ ہے یستحب ان یجمع الناس فی رمضان بعد العشاء فیصلی بہم امامہم خمس ترویحات اور عبارت ہدایہ کی یہہ ہے ذکر لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ اور مضمرات شرح قدوری مین سمقام پر یہہ لکھا ہے نفس التراویح سنۃ وادائہا بالجماعۃ مستحبۃ ولذلک قال یستحب ان یجمع الناس اور جوہرہ شرح قدوری مین یہہ لکھا ہے قولہ ویستحب ان یجمع الناس ذکرہ بلفظ الاستحباب والاصح ان التراویح سنۃ مؤکدۃ لقولہ علیہ السلام سننت لکم قیامہ و اراد الشیخ ان ادائہا بالجماعۃ مستحبۃ ولذلک قال یستحب للناس لم یقل یستحب التراویح اور رد المحتار مین لکھا ہے لا ینافیہ قول القدوری انہا مستحبۃ کما فہم فی الہدایۃ عنہ لانہ انما قال یستحب ان یجمع الناس وہو یدل علی ان الاجتماع مستحب ولیس فیہ دلالۃ علی ان التراویح مستحبۃ کذا فی العنایۃ شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد شاہ عبد العزیز قدس سرہما مصفا شرح موطا مین تسلی فرماتے ہین کہ این نماز سنت موکدہ نزد اہل علم است اور نیز شرح سوی مین قلمی فرماتے ہین سنۃ موکدۃ عند اہل العلم یہہ سب اقوال فقہا اور محدثین صریح دلالت کرتے ہین کہ بیس رکعت نماز تراویح سنت موکدہ ہے مستحب نہین ہے اور جو بعض نے مستحب لکھا ہے اوسکا قول صحیح نہین ہے اور نہ اوسپر فتوی ہے مستحب سے مراد یہان پر وہی ہے

نزد جمہور فقہانے لکھا ہے یعنی اجتماع مردم واسطے نماز تراویح کے مستحب ہے نہ نفس تراویح اب بطور قلب وصف کے جواب مولف لکھا جاتا ہے صفحہ ۱۴ مین مولف صاحب بحوالہ بحر الرائق کے قلمی فرماتے ہین قوله عشرون ركعة بيان لكميتها وهو قول الجمهور لما في الموطا عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن عمر بن الخطاب بثلث وعشرين ركعة وعليه عمل الناس اليوم شرقا وغربا اور صفحہ ۱۸ اپنے رسالہ مین فتاوی عالمگیری سے نقل فرماتے ہین وفي نفس التراويح سنة على الاعيان عندنا كما روى الحسن عن ابي حنيفة وقيل مستحبة والاول اصح اور صفحہ ۱۹ مین جواہر اخلاطی سے نقل فرماتے ہین هي سنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقيل هي سنة عمر والاول اصح اسی صفحہ مین لکھتے ہین کہ گو اصح سنت ہونا اسکا ہے اور اسی صفحہ مین کلام امام نووی شرح مسلم سے بعد حذف دیگر عبارت کے جو مضر مدعا انکی ہے صفحہ ۲۰ مین رقم فرماتے ہین مراد استحباب سے فعل خلفاء ثلثہ ہے اور مراد سنت سے سنت غیر موکدہ ہے اور کلام نووی مین مراد استحباب سے سنت غیر موکدہ ہے یہہ تحریر فرماکے اسی صفحہ مین لکھتے ہین کہ نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تہجد تھی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزدیک جمہور حنفیہ کے فرض ہے تو مداومت آٹھہ رکعت پر نفلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پائی نہ گئی تو سنت موکدہ ہونا اسکا کیونکر متحقق ہوسکتا ہے ثبوت سنت موکدہ

آٹھہ رکعت تراویح کا بہی دشوار ہے پہر صفحہ ۲۱ مین یہہ لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عذر ترک مواظبت نفس تراویح سے نہین فرمایا ہے بلکہ ترک مواظبت جماعت
تراویح سے عذر فرمایا ہے پس مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی متحقق ہوئی نہ بیس رکعت تراویح
کی صفحہ ۲۲ مین لکھتے ہین کہ رواج دینا بیس رکعت کو حضرت عمر کا باختراع خود بطور ابتداع نہوگا
کوئی اصل وسند اوسکی قولا یا تقریرا آنحضرت سے اون کے پاس ضرور ہوگی صفحہ ۴۲ خاتمہ مین لکھتے ہین کہ
بیس رکعت تراویح سے انکار نہین ہے ہم بیس رکعت تراویح کو مستحب اور سنت خلفا راشدین اور صحابہ جانتے
ہین ہان سنت موکدہ ہونے مین بیس رکعت کے کلام ہے اور یہی مذہب ہے محققین
حنفیہ کا فقط اب اہل علم اور انصاف کی خدمت مین گذارش ہے کہ کلام مضطرب
اور مختلف اس مولف کو ملاحظہ فرما دین اور کلام حضرت مولف کو دیکہین کہ کیا کیا
رنگ رنگا ہے آخر کو امتوا کہلا اور اس اقرار اور انکار کے لطف کو اوٹہا دین
اگرچہ عنوان رسالہ ہذا مین ذکر اسکا ہوا ہے مگر بمجواے اس قول کے اذا تکررت
تقررت واول باخر نسبتے وارد اعادہ اوسکا کیا گیا اللہ تعالے حضرت مولف کی
عمر دراز کرے کہ بارہ صدی تک تو بارہ رکعت سے تخفیف کر راحت دی اور تیرہ
صدی کو پندرہ برس باقی ہین تہوڑے دنون مین انشاء اللہ تعالے بعد ختم ہونے
اس صدی کے ایک رکعت اور بہی کم ہو جاوے گی اور لوگون کو تخفیف تقدیم
ہوگی مولف صاحب کو بعد بارہ سو پچاسی ۱۲۸۵ برس ہجری کے وہ بات سوجہی ہے کہ
برعکس فعل خلفاء راشدین کے ہے یعنی حضرت عمر رضی نے بفراست منورہ اپنے

دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درباب قیام شہر رمضان کے زیادہ ترغیب فرماتے تھے بیس رکعت پر استقرار فرمایا اور اوسی کو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ودیگر صحابہ کرام نے پسند فرمایا اور عمر رضہ نے اس باب مین سوگند یاد فرمائی قال عمر واللہ انی لارانی لوجمعت ھولاء علی قاری واحد لکان امثل قسم ہے خدا کی ہر آئینہ دکھلایا جاتا ہے مجھے کہ اگر جمع کرون ان سب کو اوپر ایک قاری کے تو بہتر ہوگا یہہ سوگند یاد فرمانا اونکا دلیل صریح ہے اوپر صواب ہونے راے اونکے کی اور ہونے کوئی اصل بیس رکعت نماز پڑہنے تراویح کے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاس اونکے اگر اصل اسکی نہوتی تو آپ قسم یاد نفرماتے و دیگر خلفا راشدین وصحابہ کرام اتباع اوسکا نفرماتے حالانکہ یہہ بات ظاہر اور ثابت ہے کہ راے حضرت عمر رضہ کی موافق وحی اور کتاب تہی اب ہر صورت سے ثابت ہوچکا کہ نماز تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہے اور اسی پر فتوی جمہور علماء وفقہا مذہب امام اعظم وامام شافعی وامام احمد حنبل رضی اللہ عنہم کا ہے اور امام مالک نے موطا مین روایت یزید ابن رومان سے اسی کی کی ہے پس قول صاحب فتح القدیر مقابلہ جمہور فقہا کے قابل فتوی نہین ہے قال ابن عباس اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانوا خیر ھذہ الامۃ وابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا قوم اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ صلی اللہ ونقل دینہ فتشبھوا باخلاقھم وطریقھم فھم کانوا

علی الهدی المستقیم اللہ تعالی ہم کو اور سب مسلمان بھائیون کو اون کی اتباع
کی توفیق دے آمین ثم آمین عنوان رسالہ مین جو حضرت مولف نے تعریض بہ نسبت
جناب مسکین کی ہے واسطے ملاحظہ اہل علم کے جواب اوسکا قلمی ہوتا ہے
بلحاظ خلط مبحث کے کہ عادت مستمرہ حضرت مولف کی ہے کہ خلط مبحث فرماتے ہین
عنوان اس رسالہ مین جواب اسکا لکھا نہ گیا آخر مین لکھا جاتا ہے واضح ہو کہ اس عبارت
مین کہ شرح درمختار وحاشیہ طحطاوی مین حضرت مولف اور حواشی اون کے سے
بحث ہتی اما الصلوۃ علی العجلۃ ان کان طرف العجلۃ علی الدابۃ و
ھی تسیر اولا تسیر فھی صلوۃ علی الدابۃ فتجوز فی حالۃ العذر
المذکور فی التیمم لا فی غیرها ان لم یکن طرف العجلۃ علی الدابۃ جاز لو واقفۃ
قوله لو واقفة لا سائرة ولو كان بسير نفسها بان كانت منحدرة او
بتسيير شخص لها اس عبارت مين يهه بحث هتى كه عبارت لو واقفة مذكورة
درمختار شرط بسبیل خروج کلام مخرج عادت شارح سے واقع ہوئی
ہی یہہ قید تخصیص بالذکر نہین ہے کہ اس قید سے حکم ماعدا کا اسکے مختلف ہو
یعنی اسجگہہ پر بحث جواز و عدم جواز نماز فرض و واجب و سنت فجر اور ہونے
طرف گاڑی کے چارپایہ پر اور غیر چارپایہ پر ہے سیر و وقوف کچھہ بحث طلب
نہین ہے کیونکہ اگر سیر و وقوف کو اسمقام مین کچھہ اثر اور دخل ہوتا تو بحالت
ہونے طرف گاڑی کے اوپر دواب کے کہ وہ سیر کرے یا نہ کرے حکم عدم

جواز نماز کا بلحاظ ہونے اوسکے عجلہ پر نہو تا اسیطرح جبکہ طرف عجلہ کا اوپر چار پایہ
نہ ہو وہ عجلہ اس حالت مین واقف ہو خواہ سایر ہو بانحدار خواہ بہ تسییر شخص تینون
حالت مین حکم اوسکا جواز صلوۃ مثل نماز کے اوپر تخت کے ہوگا بامداد حضرت مولف
کے بعض علماء نے اوّل بسم اللہ غلط کی ہے فرمانے لگے لو واقفۃً کی قید شارح
نے واسطے تخصیص بالذکر کے لگائی ہے اور یہہ تخصیص بالذکر مفید نفی عما عدا اکا
بخشتی ہے یعنی جبکہ بحالت نہونے طرف عجلہ کے اوپر دواب کے اگر وقوف ہوگا
تو نماز جائز ہوگی اگر سیر بانحدار یا بہ تسییر ہوگا تو نماز ناجائز ہوگی اور اختلاف
حکم کا وقوف اور ان دونون حالت سیر مین ہوگا اوسکا جواب یہہ دیا گیا کہ لو واقفۃ
کی عبارت شارح سے بخیال متبادر ہونے عبارت متن کے عادۃً خارج ہوئی ہے
کیونکہ جب طرف عجلہ کا اوپر دواب کے نہوگا تو اکثر یہہ ہی ہے کہ وہ گاڑی
واقفہ ہوگی اور یہہ عبارت تخصیص بالذکر بموجب اصطلاح اصول فقہ کے نہین ہوسکتی
التخصیص فی الاصطلاح ہو قصر العام علی بعض مسمیاتہ بکلام مستقل — سلا قصر
موصول فان لم یکن کلاما بل کان عقلاً او حساً او عادۃً او نحوہ
لم یکن تخصیصاً اصطلاحاً ولم یصر ظنیاً وکذا ان لم یکن مستقلا بل
کان بغایۃ او شرط او استثناء او صفۃ وسیجی تفاصیلہا وکذا ان
لم یکن موصولا بل کان متراخیاً لا یسمی تخصیصاً انتہی من
نور الانوار اور لو واقفۃ سے شرط ہے اور خارج ہوا ہے مخرج عادت کے

اور دلیل اس قید کی عدم فائدہ کی یہہ ہے کہ سوائے صاحب نور المختار اور شارح منیہ کی
اسمقام پر قید لو واقفۃً کی دوسرے فقہا نے نہیں لگائی ہے چنانچہ رد المحتار مین لکہا ہے
قوله لو واقفة كذا قيده فی شرح المنيه ولم اره لغيره يعنی اذا كانت
العجلة علی الارض ولم يكن شيئاً منها علی الدابة وانما لها حبل مثلاً تجرها
الدابة به تصح الصلوٰة عليها لانها حينئذ كالسرير الموضوع علی
الارض فمقتضی التعليل انها لو كانت سائرة فی هذه الحالة لا
تصح الصلوٰة عليها بلا عذر وفيه تامل لان جرها بالحبل وهی
علی الارض لا تخرج به عن كونها علی الارض ويفيده عبارت التاتارخانيه
عن المحيط وهی لو صلی العجلة ان كان طرفها علی الدابة وهی تسير تجوز
فی حالة العذر لا فی غيرها وان لم يكن طرفها علی الدابة جازت و
هو بمنزلة الصلوٰة علی السرير فقوله وان لم يكن الخ بقيد ما قلنا لانه
راجع الی اصل المسئلة وقد قيدها بقوله وهی تسير ولو كان الجواز
مقيداً بعدم السير لقيده به فتامل لہذا عبارت لو واقفۃً کو اگر بطور
خروج مخرج عادت کے جانب شارح سے قرار دین تو کم کلام صاحب در مختار مخالف
کلام جمہور فقہا کے نہو اور اسیطرح کلام فقہا سے مفہوم روایت مین واقع ہوئے ہین
فی الحلبی قوله من قصاص شعر الراس قال شراح الهداية هذا خارج مخرج
العادت والا فحد الوجه من مبدء سطح الجبهة الی منتهی اللحيين

کان علیہ شعر او لم یکن فی المضمرات ان اصاب الارض نجاسة فجفت بالشمس اخرج الکلام مخرج العادۃ حتی لو جفت بالظل تکون الحکم هکذا اور علاوہ اسکے لو واقفہ مثل قول فقہا کے ہے بیچ باب صلوٰۃ خوف کے اذا اشتد الخوف انتہی توہم اشتراط الخوف اشتدادہ ولیس کذالک عند عامة المشائخ کما صرح بہ اکمل ولم یذکر ھذا الشرط فی المبسوط و المحیط والتحفة وغیرها بعض علماء جو مددگار حضرت مولف کے ہین او ہنون نے یہہ تقریر کی تہی کہ وقوف شرط شرعی ہے کیونکہ استقرار اوپر زمین کے شرط صحت نماز کی ہے اوسکا جواب یہہ دیا گیا کہ مراد اس وقوف سے وقوف مصلی ہے یا وقوف عجلہ اور اگر وقوف مصلی ہے تو گاڑی پر حاصل ہے کیونکہ وقوف مصلی کا اوپر اوسکے کہ بیچ حکم زمین کے ہے مثل تخت وغیرہ کے وہ بیچ حکم وقوف اوسی مصلی کے اوپر زمین کے ہے اسوقت مین گاڑی مذکور مثل تخت کے ہوگی اور وقوف سے مراد وقوف عجلہ ہے تو اسحالت مین عجلہ مذکور مثل سریر مذکور علی الارض کے ہے کیونکہ حاشیہ شامی مین لکہا ہے قرار اوسکا اوپر زمین کے جسوقت مین کہ طرف عجلہ کا اوپر چارپایہ کے نہو نہین فوت ہوتا ہے اور استقرار سے مراد ٹہیرنا زمین پر ہے اگر یہہ کہا جائے کہ جب گاڑی نے سیر کیا منفرد یا ساتہہ چلانے کسی شخص کے تو مکان بالضرور مختلف ہوگا اور اختلاف مکان مانع ہے صحت صلوٰۃ کو پس کیونکر جائز ہوگی نماز ایسی شکل مین اوسکا جواب یہہ ہے کہ کتاب فقہہ مین لکہا ہے

جو کہ سیر باختیار وصلی سوار کے نہین ہوتا ہے اوس سیر مین اکنہ مختلفہ مکان واحد
قرار دئے جاتے ہین لان الصلوۃ تجمع الاماکن اذ الحکم بصحت الصلوۃ
دلیل علی اتحاد المکان حضرت مولف اس تقریر کو نہ سمجھے اور اپنی طرف سے ایک
استفتاء موضوع و مخترع کر کے فتوی وسکا بعض علماء سے لکھوا کر چھپوایا اور
اس سے غافل رہے من ضحک ضحکت لہذا مولف کو چاہیے کہ اب اسپر غور
فرماوین اور بنظر انصاف کے دیکھین کہ قابل ہنسی کے کون ہے نسخہ نور الہدے
سے ایک چمک بدیع پیدا تھی کہ مستزاد اوسپر نسخہ امداد السنت سے ایک نورانیت
صاحب تصنیف نے اور امداد فرمائی کہ کیفیت نور علی نور کی حاصل ہوئی خلاصہ

ف ۳ آغاز جواب رسالہ امداد السنۃ

ان دونون رسالون کا یہہ ہے کہ نماز تراویح نہ سنت رسول مقبول ہے نہ سنت خلفائے
راشدین ہوسکتی ہے نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہجد تھی کہ وہ
حضرت صلعم پر بقول جمہور فرض تھی اسپر مواظبت نفلا آنحضرت سے واقع
نہین ہوئی کہ سنت موکدہ ہمپر ہوا اور فعل خلفائے راشدین کو گو مواظبت اونکی
واقع ہوا وسکو فقہا سنت موکدہ نہین کہتے ہین بلکہ پڑہنا ہی حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ
و حضرت علی رضی اللہ عنہم کا نماز تراویح ثابت نہین ہوا ہے اس تقریر و تحریر صاحب
رسالہ پر قصہ مسیلمہ متنبی و سجاح متنبہ کا یاد آیا کہ ان دونون کے زمانہ مین نماز وتر معاف
ہوگئی تہی صاحب رسالتین کے زمانہ مین نماز تراویح کی تکلیف سے تخفیف حاصل ہوئی
اللہ تعالی صاحب رسالہ کو سلامت رکھے کہ بڑی تکلیف سے راحت دی آیندہ امید

قوی ہے کہ رواہ کی تکلیف شدید سے بھی نجات ہو شعر برکند کہ چو منع تراویح از
جہان * از بہر روزہ دار تکلیف راحت است * تکلیف روزہ نیز شود دور ز بندہ
باش * امداد ذات تو چو بہ وران سلامت است مقتضائے دلیل فتح القدیر یہ مدعی
اڑ رہا ہے اور جمہور مشائخ پر تخطیہ کر رہا ہے اور بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکا
جو فتوی حضرت عمر رضہ کے زمانہ سے استقرار پایا ہے اوسکو منسوخ کرنا چاہتا ہے
اپنے رسالہ جدیدہ مین برخلاف رسالہ قدیمہ کے اب منکر ہے کہ بیس رکعت تراویح
مواظبت خلفائے راشدین متحقق نہین ہے اور لکھتا ہے کہ کسی روایت صحیح سے
بیس رکعت پڑہنا حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا ثابت نہین
اور بہت سے کلام غیر نظام ایک دوسرے کے معارض اور مخالف ہین گویا دوکان
عطار ہے کہ ہر قسم کی دوا بیشمار ہے طبیب حاذق درکار ہے کہ نسخہ لکھکر حوالہ
مریض کے کرے اور دوکان مذکور سے دوا ہر مرض کی لیوے حاصل اس تقریر کا
یہہ ہے کہ حضرت مدعی کی کتاب سے کہ الفاظ الادویہ ہے جواب اون کے
کلام غیر نظام کا مسکت لکھا جا سکتا ہے کچہہ احتیاج نہین ہے کہ دوسری
کتاب کو دیکھے اور تکلیف روایت کشی کی اوٹھاوے سبحان اللہ اچھی کتاب
جامع الجوامع ہے اگرچہ جواب لکھنا ایسی تحریر کا محض بے سود اور تضییع
اوقات ہے جسقدر جواب اوپر لکھا گیا کافی ہے لیکن انشاء اللہ تعالی جواب اسکا
عند الفرصت لکھا جائیگا اور پیشکش کیا جائیگا مگر مقتضائے دلیل برجو مدعی

اڑ رہا ہے قدرے از بسیارے لکہا جاتا ہے موافقاً لصاحب رد المحتار واضح
ہو کہ ثابت با قتضاے نص وہ معنی ہین کہ عمل کیا جاوے نص کا مگر بشرط ہونے
اس معنی کے مقدم اوپر نص کے کیونکہ یہہ معنی وہ امر ہے کہ مقتضی ہوا ہے
اوسکو نص واسطے صحت اوس معنی کے کہ متناول ہے اوسکو نص واسطے صحت مدلول
مطابق نص کے پس ہوئے یہہ معنی موقوف علیہ مضاف طرف نص کے بواسطہ اقتضا
کرنیوالے کے حاصل اسکا یہہ ہے کہ ثابت با قتضاے وہ معنی غیر مطابقی ہے کہ
مفہوم ہوتا ہے نظم سے بجہت اوس معنی مطابقی کے کہ مقصود نظم سے ہے صحیح
نہین ہوتا ہے مگر بعد تحقیق اوس معنی خارج کے جو منسوب ہوتا ہے یہہ معنی خارج طرف
اس نظم کے بجہت اسکے کہ صحت معنی نظم کے کہ مطابقی ہے بدون اس خارج کے
کہ صحیح نہو سکے پس نظم کو دال با قتضاے کہتے ہین اور اس دلالت کو اقتضا کہتے ہین
اور اس معنی موقوف کو کہ معنی مطابقی نظم کے ہے مقتضی بصیغہ اسم فاعل کہتے ہین اور اوس
معنی ثابت کو کہ موقوف علیہ ہے مقتضی بصیغہ اسم مفعول کہتے ہین اور جو کہ یہہ معنی
موقوف علیہ معنی نظم کے ہین پس ہوا یہہ مانند ثابت ساتہہ نص کے بیچ ایجاب حکم کے (سا ... مذکور)
اور علامت شناخت مقتضی اور محذوف کی یہہ ہے کہ صحیح [illegible] ورساتہہ ظہور اوسکے
لغو نہو وے اور محذوف برخلاف اسکے ہے اور نہین ہے عموم واسطے اقتضا
النص کے نزدیک ہمارے مثال مقتضی کی یہہ ہے قول اللہ تعالی فتحریر رقبة بیّنة،
آزاد کرنا مقتضی واسطے ملک کے ہے کہ یہہ مذکور آیہ نہین ہے گویا کہ کہا فتحریر رقبة

مملوکة لکم یعنی آزاد کرنا بندہ مملوکہ اپنے کا کیونکہ آزاد کرنا بندہ غیر کا صحیح
نہین ہے پس تحریر رقبتہ مقتضی ہے اور مملوکتہ لکم مقتضی ہے اور حکم اوسکا
دہی ملک ثابت ہے بالمقتضی کہ وہ ثابت بالمقتضی ور ثابت بمقتضی مثل
ثابت کے ہے بدلالت نص کے مگر نزدیک معارضہ کے ترجیح دلالت النص کو
اوپر اقتضا کے ہوگی مثال اوسکی قول علیہ السلام واسطے حضرت عائشہ رضہ عنہا
حتیہ ثم اقرصیہ ثم اغسلیہ بالماء یہہ حدیث باقتضاء النص کے دلالت
کرتی ہے کہ طہارت نجس کی بدون آب کے جائز نہین ہے یعنی اگر دوسری اشیاء
سیال سے مثل سرکہ وغیرہ کے دہووین تو تطہیر نجس کی نہو لیکن یہہ حدیث
بعینہ بدلالت النص دلالت کرتی ہے کہ غسل نجس کا ساتھہ مائعات کے جائز ہے
اور یہہ اس سبب سے ہے کہ معنی ماخوذ حدیث مذکور سے وہ چیز ہے کہ جانتے
ہین اوسکو ہر واحد وہ تطہیر ہے اور وہ حاصل ہوتی ہے ساتھہ آب اور دیگر
مائعات کے کیونکہ مقصود ازالہ نجاست ہے وہ جسطرح چیز حاصل ہو جائز ہے
جب کہ یہہ بات تو نے معلوم کی تو اب تقریر اصل مطلوب کی کیجاتی ہے اور
وہ یہہ ہے کہ قول علیہ السلام علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین
المہدیین عضوا علیہا بالنواجذ مین جو سنت الخلفاء الراشدین معطوف ہے
وہ دلیل واسطے سنت موکدہ ہونے بیس رکعت نماز تراویح باعث مواظبت
فرمانے خلفاء الراشدین یعنی اکثر اون کے کہ حضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت

علی رضی اللہ عنہم مراد ہین نزدیک مشائخ فقہا مذہب امام اعظم رح کے ہے پس
یہہ حدیث دال ہے اس امر پر کہ جسپر مواظبت فرمائی آنحضرت نے بنفس نفیس خود
وہ سنت موکدہ آنحضرت کی ہے اور جسپر مواظبت فرمائی ہے خلفاء راشدین
نے وہ حسب حدیث ہذا کے سنت موکدہ خلفاء راشدین ہے اور امر شارع
علیہ السلام بہ نسبت التزام ہر دو سنت بحکم مساوی ہے ہرگاہ شارع علیہ السلام
نے سنت الخلفاء الراشدین پر اطلاق سنت کا فرمایا تو دائرہ سنت سے
خارج کرکے اسپر اطلاق استحباب کیونکر صحیح ہوسکتا ہے پس وہ جو کہا ہے
صاحب فتح القدیر نے کہ ہون گی ۱۲ بتیس رکعت تراویح مستحب خلاف نص شارع علیہ السلام
ہے اسصورت مین ہون کی ۲۰ بیس رکعت سنت خلفاء راشدین اور اوسمین سے
آٹھہ سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس حاصل ہوا اس مجموعے سے ادا
سنت علیہ السلام اور یہی سنت خلفاے راشدین کی پس سیاق حدیث مستدعی
ہے کہ بیسون رکعت تراویح سنت موکدہ ہین نہ مستحب اس تقریر سے بموجب حدیث
کے صحت کلام مشائخ ان السنۃ عشرون رکعۃ ہوتی ہے اور جو صاحب
فتح القدیر نے بیسون رکعت کو مستحب ٹھہرایا ہے اوسکی وجہہ معلوم نہین ہوتی
اوسکے قول کی مطابقت حدیث موصوف سے نہین ہوتی ہے اور اسی وجہہ سے
صاحب رد المحتار نے جواب بمقتضاے دلیل کا دیا ہے اور اسی جگہہ سے کہ تعریف
سنت کی فقہا نے یہہ لکھی ہے دیکا منع الترك الکان مما واظب علیہ الرسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والخلفاء الراشدون من بعدہ فسنت و
الا فمندوب ونفل یہہ تعریف سنت کی کہ جو مندرج کتاب رد المحتار وغیرہ
ہے نظر مدعی سے ابتک نہین گذری ہے ورنہ منکر سنت موکدہ تراویح کا نہوتا
یہہ لکھنا مدعیکا کہ اصطلاح فقہاے حنفیہ مین سنت اوسیکو کہتے ہین کہ جسپر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو ساتہہ ترک بلاعذر
کے اور پہر اسی صفحہ ۵۴ اپنے رسالہ مین لکہا ہے کہ جسپر خلفا نے مواظبت
فرمائی ہو اوسکو اصولین حنفیہ البتہ سنت کہتے ہین لیکن فقہاے حنفیہ اوسکو
سنت نہین کہتے ہین محض قلت علم وعدم تتبع کتب فقہ سے ہے اور طرفہ یہہ ہے
کہ اسکلام مین مدعی کے اقرار وانکار دونون مندرج ہین اور آگے پیچھے کی خبر
نہین اور یہہ قول مدعی مندرج صفحہ ۵۵ و ۵۶ جمعیت دونون سنتون کی
تو آٹہہ رکعت مین ہے الخ سبحان اللہ مطلب ملا معلوم شد اور حال تبحر علم ادب
منکشف ہوا اضاع العمر فی الادب ولم یتادب اسکا جواب کیا دیا جاوے
بجز اسکے کہ (واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما) جبکہ جمعیت دونون
سنتون کی آٹہہ رکعت پڑہنے مین تسلیم کرتا ہے اور اسی کو سنت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت خلفاے راشدین قرار دیتا ہے اور تفرقہ
درمیان دونون سنتون کے نہین کرتا ہے تو پہر اطلاق دو سنت کا شئے واحد پر
کرنا کس معنی کر ہوگا کیونکہ جو سنت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی

اور اوسپر صحابہ کرام نے عمل کیا ہوگا تو وہ سنت آنحضرت کی ٹھیر گئی خلفاے
راشدین کی چنانچہ تفرقہ اسکا مدعی خود کرچکا ہے کہ آٹھہ رکعت تراویح سنت
آنحضرت ہے اور بیس رکعت سنت خلفاے راشدین ہے اور اسمین سے
آٹھہ رکعت سنت اور بارہ مستحب ہین اور علاوہ اسکے کہ علیکم بسنتی و
سنۃ الخلفاء مین جو باہم معطوف و معطوف علیہ ہین باعتبار حکم کے یک
ٹھیر ہین گے یا باعتبار ذات کے بھی اس سے معلوم ہوا کہ آیہ فاغسلوا وجوہکم
وایدیکم الی آیہ جو معطوف و معطوف علیہ ہین ایک ستے ہین سبحان اللہ
کیا کہنا ہے ابھی تک سر اور پاؤن کی خبر نہین ہوئی اور جب کہ واو عاطفہ
جمعیت کا لکھا گیا ہے اور مدعی بھی اوسکو تسلیم کرتا ہے کہ واو معطوف اور
معطوف علیہ دونون کی شرکت پر انتساب و تعلق مین دلالت کرتا ہے ترتیب
نفس الامر مین ہو پس اس صورت مین اگر ترتیب و معیت دونون سنتون کی ایک مانی
مین ہو جاوے تو کیونکر مانع جمعیت ہوگا اور یہہ نہین لکھا گیا ہے کہ واو عاطفہ
یہان پر واسطے ترتیب و معیت کے ہے کہ اعتراض مدعی وارد ہو اور یہہ لکھنا
مدعی کا کہ جو شخص آٹھہ رکعت سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتا ہے
اور بیس رکعت کو سنت حضرت عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم خلفاے کے سمجھتا ہے
معدا قرار اس امر کے اسی صفحہ مین پڑہنا خلفاے راشدین کا بھی بیس رکعت کو معلوم
نہین ہوتا ہے محض تہافت ہے اور واضح رہے کہ ان بیس رکعت پڑھنے مین

فاغسلوا

دونوں سنت پڑہنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور بیس رکعت کے اعراض کرنے
اور سنت نہجاننے سے اعراض خلفائے ثلثہ اور صریحاً قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم علیکم بسنتی الخلفاء سے لازم آتا ہے قولہ افتراکیا ب
الخ جواب اسکا یہہ ہے کہ صفحہ ۸ رسالہ جدیدہ مین حضرت مولف تحریر فرماتے
ہین کہ جو ردالمحتار مین ہے کہ سنت موکدہ ہونا مروی ہے ابی حنیفہ سے تو قطع
نظر اسکے کہ یہہ روایت ہے ابی یوسف کی ابی حنیفہ سے کہ نقل کیا ہے اوسکو
اسد ابن عمرو نے اور روایت حسن بن ابی حنیفہ سے سنت ہونا تراویح کا
بدون قید موکدہ کے آیا ہے تو محتمل ہے کہ اسد ابن عمرو نے اپنے فہم
سے لفظ موکدہ کو بڑہا دیا ہووے فقط اب فرمائے کہ یہہ بہتان اور
افترا وکذب ہے یا وہ جو روایت سنت ہونے بیس رکعت نماز تراویح کے
بموجب قول جمہور مشایخ اور فقہا کے نقل کی گئی ہے اور یہی مذہب اصح ہے
اور اسی پر عمل خلفائے ثلثہ کا زمانہ خلافت حضرت عمرؓ سے چلا آتا ہے
افترا وکذب ہے مثل مشہور صادق آئی دروغ گو بم بروئے تو حضرت توبہ
فرمائے اور ایسی دریدہ دہنی اکابر پر نکیجئے اور روایت غیر مفتی بہ وغیر
معمول پر نہ ادڑے ولا کثر حلم الکل کو بگوش اجابت سماعت فرمائے
آگے اس سے سلام ہے اور خلاصتہ الفتاوی سے جو آپنے روایت لکہی ہے
اعلم ان للمشایخ اختلفوا فی کون التراویح سنتہ واتقطع الاختلاف

بروایت الحسن عن ابی حنیفة انها سنة روایت ینابیع وفتاوی عالمگیری
وشرح کنز للزیلعی ومستخلص شرح کنز ما ثبت بالسنة و وقایة الروایة ومختصر
وقایة کنز الدقایق وکافی ونور الابصار ومنافع دارکان اربعه وجواہر
اخلاطی ومحیط برہانی وسرخسی ورد المحتار ودر المختار [illegible] ومنیة المصلی وموطا امام مالک رح
ومحلی ومسوی ومصفی وفقه اکبر ملا علی قاری وہدایه وکفایه وعنایه
ونہر النظم ونور محمد وعصام وجوہرہ وفتاوی جُنگ وقاضیخان وغیرہ کو
ملاحظه فرمائیے اور یه کہنا مدعی کا صفحہ ۵۵ مین چونکه سنت آنحضرت
علیه الصلوة والتحیة آٹھه رکعت بدون کمی وزیادت کے تہین بیس
رکعت مین وہ عدد مسنون جاتا رہا تو بیس رکعت پڑہنے سے اداے
سنت آنحضرت صلی الله علیه وسلم نہو گی عجیب وغریب ہے یہین سے حال
سمجہنے مطلب کلام صاحب فتح القدیر مدعی کا معلوم ہوا مدعی کو چاہیے
که اس قول صاحب فتح القدیر کو ملاحظه کرے فیکون العشرون مستحبا
وذلک القدر منها هو السنة ترجمہ پس ہوگی بیس رکعت مستحب اور اوسقدر
اوسمین سے یعنی آٹھه رکعت سنت ہونگی اگر اس بیس رکعت پڑہنے سے
عدد مسنون جاتا رہتا تو صاحب فتح القدیر یہه نه لکہتا که بیس رکعت
مین سے آٹھه رکعت سنت ہے کلام مدعی اور صاحب فتح القدیر مین تعارض
واقع ہے مگر ہان یہه کہا جاوے که مدعی بہی اپنے عہد کا مجتہد ہے یا مجتہد

لے ہودہ کوئی مدعی ...
تحریر ... صاحب فتح الق...

بجای حنفی مدعی کو چاہیئے کہ ایسے کلام سے توبہ کرے اور یہ نہ کہے کہ بیس
رکعت پڑہنے مین عدد مسنون جاتا رہتا ہے ادای سنت نہین ہوتی
ہے اس کلام سے اوسکے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت عمر و حضرت
عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم نے جو بیس رکعت پڑہنے کا استقرار کیا ہے
عدد مسنون آٹھہ رکعت پڑہنے کا اس بیس رکعت پڑہنے سے جاتا رہا ترک سنت آنحضرت
کا الزام صحابہ کرام پر وارد ہوگا اور مدعی پر الزام انکار خلفاء
ثلثہ کا عاید ہوگا اگر یہی مطلب ما فی الضمیر ہے تو آپ کو حنفی نکہین
تو ہمکو اوس سے کچہ تعرض نہین ہے اگر یہی حال مطلب فہمی کا ہے تو
مقتضای دلیل کے معنی خوب سمجھے ہونگے اوپر اصحاب ذہن سلیم و
فہم مستقیم کے منکشف رہے کہ بالفعل قدرے از بسیارے و مشتے
نمونہ از خروارے خطایا رسالہ امداد السنۃ و نور الہدی لکہا جاتا
ہے قلت فرصت مانع ہے انشاء اللہ تعالیٰ وقت فرصت جواب باصواب
لکہہ کر بطور ہدیہ نظر سے گذرانا جائیگا صفحہ ۲۳ مین حضرت مدعی ترقیم
فرماتے ہین مخفی نرہے کہ راقم نفس قیام رمضان جسکو نماز تراویح
کہتے ہین بدون تخصیص و تعیین عدد رکعات کے سنت جانتا ہے اور
اوسی صفحہ مین بعد چند سطر کے لکہتے ہین کہ آٹھہ رکعت تراویح کو فعل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتا ہے اور بیس رکعت سنت خلفاء راشدین

ملمسیات در مضمون رسالہ
امداد السنۃ و نور الہدی

ہین کہ اسی پر آجتک عمل اپنا ہے اور صفحہ ۶ مین لکھتے ہین کہ ہر چند نفس تراویح
کو بہی سنت موکدہ کہنا بطور جمہور غلط ہے مخالف اصول کے لیکن
بیس رکعت کے سنت موکدہ کہنے سے اہون ہے بعد تہوڑی عبارت
کے لکھتے ہین کہ تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد تہے اور نماز تہجد
آنحضرت پر نزدیک جمہور کے فرض تہے پس تراویح نفل نہو گی کہ مواظبت
آنحضرت سے ہمارے لئے سنت ہوجاوے جبپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مواظبت نہو اس سنت کو مستحب بہی کہتے ہین اور یہہ سنت سنت
موکدہ نہین ہے گو مواظبت خلفاء راشدین کی بہی اسپر ہو اور پہر لکھتے ہین
علاوہ اسکے بیس رکعت تراویح پر تو مواظبت خلفاء راشدین کی بہی
متحقق نہین ہے اور صفحہ ۷ مین لکھتے ہین کہ جو درمختار سے نقل کیا ہے
اوسمین نفس تراویح کو سنت موکدہ کہا ہے اور عدد مختار تراویح
کا بیس رکعت کو بیان کیا ہے اور ردالمحتار مین جو بیس رکعت کا قول
جمہور اور معمول ناس مشرق اور مغرب مین ہونا مرقوم ہے تو مراد
اوسکی نفس عدد بیس رکعت ہے نہ سنت موکدہ ہونا اس عدد کا اور
صفحہ ۸ مین کہتے ہین کہ اسد بن عمرو نے اپنی فہم سے لفظ موکدہ کو بڑہایا
پہر تحریر فرماتے ہین کہ ابو یوسف نے دو باتون کا سوال امام ابی حنیفہ
رح اللہ علیہ سے کیا تہا ایک اسکا کہ تراویح سنت ہے یا نہین دوسرے

اسکا کہ حضرت عمر نے جو بیس رکعت پڑہنے کا حکم دیا ہے تو یہہ اختراع
او نکا آیا مستند سنت سے ہے تو جواب امر پہلے کا امام نے یون دیا
کہ تراویح سنت موکدہ ہے اور جواب امر دوسرے کا امام نے یہہ
دیا کہ یہہ اختراع حضرت عمر نہین ہے بلکہ مستند سنت سے ہے گو روایت
اوسکی ہم تک نہین پہنچی ہے فقط اب اہل علم سے انصاف طلب ہے
کہ مدعی کی یہہ تحریر کہ نشئہ بخش ہر صغیر و کبیر ہے حالت صحو مین ہے یا برعکس
اسکے کہ ایک کلام اوسکا دوسرے کلام کے معارض اور مخالف ہے
اور طرفہ تر یہہ ہے کہ صفحہ ۴۴ مین قلمی فرماتے ہین کہ راقم پڑہنے تراویح
کو سنت جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر ترغیب دلائی ہے
اور ارشاد کیا ہے کہ سننت لکم قیامہ یعنی سنت کیا ہے مینے تمہارے لیئے
قیام رمضان کا اور بیس رکعت کو عمدہ مستحبات سے سمجہتا ہے چنانچہ خود بہی
بیس ہی رکعت پڑہتا ہے لیکن آٹہہ رکعت کے پڑہنے والے کو کہ بقصد
تشبہ و اقتدای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑہتا ہے ملام نہین جانتا
اب مین اس مدعی مقر اور منکر سے پوچہتا ہون کہ جب اسکے نزدیک
تخصیص و تعیین عدد رکعات تراویح کی ثابت نہین تو عدد آٹہہ رکعت
تراویح کو کہان سے ثابت کرتا ہے اور ہر گاہ تراویح آنحضرت صلعم
کی نماز تہجد تہی اور نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزدیک جمہور کے

فرض تہی اور نماز تہجد پڑہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان وغیر
رمضان مین آٹھ طرح پر کتب حدیث مین مروی ہے بیان اوسکا یہ ہے
نوع اول نو رکعت منجملہ اونکے تین وتر اور چھہ تہجد اور نوع دوم
تیرہ ۱۳ رکعت منجملہ اوسکے دو رکعت ہلکی اول مین اور بعد اوسکے دس
رکعت طویل ساتھ پانچ سلام کے اور وتر ایک رکعت اور نوع سوم
تیرہ ۱۳ رکعت سوای دو رکعت سنت فجر کے اور نوع چہارم آٹھ رکعت
ساتھ چار سلام کے بعد اوسکے پانچ رکعت پڑہنے وتر کے ساتھ ایک سلام کے
نوع پنجم نو رکعت متصل پڑہتے تہے آٹھوین رکعت پر بیٹھکر تشہد اور
دعا پڑہتے تہے اور بعد اوسکے نوین رکعت پر اوٹھ کہڑے ہوتے تہے
اور یہی ایک رکعت وتر کی پڑہتے تہے نوع ششم سات رکعت پڑہتے تہے متصل جتنی رکعت پڑہتے تہے اور
قبل سلام کے اوٹھہ کہڑے ہونے تہے اور ایک رکعت پڑہتے تہے اور سلام
کرتے تہے بعد اوسکے دو رکعت پڑہتے تہے بعد وتر کے بیٹھکر نوع ہفتم بیچ دو
رکعت کے سلام کرتے تہے اور آخر مین تین رکعت ساتھ ایک سلام کے
ادا فرماتے تہے حفاظ نے اس روایت مین طعن کیا ہے کیونکہ صحیح ابن حبان
مین باسناد صحیح ہے لا توتروا بثلث یعنی وتر نہ ادا کرو تین رکعت
وتر ادا کرو پانچ یا سات اور تشبیہ نکرو ساتھ نماز مغرب کے و حدیث
عائشہ رضی اللہ عنہا مین ہے ساتھ اسناد صحیح کے کہ بیچ دو رکعت آخر کے

سلام فرماتے تھے بعد اوسکے ایک رکعت وتر ادا فرماتے تھے اور امام احمد
حنبل رحمہ اللہ نے بھی اسی کو قوی کیا ہے اور اونکا مذہب بھی یہی ہے
نوع ہشتم سنن نسائی مین ہے حذیفہ روایت کرتا ہے کہ ماہ رمضان
مین ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑہتے شب کے رکوع مین حضرت
نے اسقدر درنگ کے کہ قیام مین کی تھی اور یہہ تسبیح پڑہی تھی سبحان
ربی العظیم بعد اسکے بیٹھے تھے رب اغفرلی مکرر فرماتے تھے جب چار رکعت نماز
اسطرح پر ادا فرمائی بلال رضی اللہ عنہ نے اذان صبح کی کہی اور پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کو دعوت و اعلام نماز صبح کا کیا ہر گاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ادا فرمانا نماز تہجد بکمیت مختلف بروایات صحیحہ از صحاح ستہ مروی ہے
اور نماز وتر کا ادا فرمانا بھی بکمیت مختلف مروی ہے تو تعین آٹھہ رکعت
تراویح کہ وہی نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھی و تعیین تین رکعت
وتر کی کس معنی کر کے ہے اور وجہ ترجیح کی کیا ہے اگر باعتبار مذاہب اربعہ
کے ہے تو آٹھہ رکعت پڑہنا نماز تراویح مذہب کسی امام کا ائمہ اربعہ سے
نہین ہے اگر باعتبار اصحاب حدیث کے ہے تو وجہ ترجیح کی مدعی بیان کرے
اور صفحہ ۵۴ مین جو مدعی یہہ لکہتا ہے کہ اسکا ہمکو انکار نہین ہے کہ کسی
کتاب فقہ مین تراویح کا سنت موکدہ ہونا مرقوم نہین ہے مطلب
ہمارا یہہ ہے کہ جسنے بیس رکعت تراویح کو سنت موکدہ ہونا لکہا ہے

اسکا کلام موافق اصول حنفیہ کے نہین ہے اور مقتضای دلیل اوسکا
خلاف پس فتوی دینا کسی مذہب والے کو اوس روایت پر کہ موافق
اوس مذہب کے اصول کے ہو اور مقتضای دلیل اوسکا خلاف ہونا چاہیئے
اور جمہور فقہای حنفیہ کے کلام مین کہ صرف سنت ہونا مرقوم
ہے اوسکو محمول سنت غیر موکدہ پر کرنا چاہیئے تا کہ روایات موافق
اصول مذہب اور دلیل کے ہوجائین ظاہرا قائل ہونا ساتھ سنت موکدہ
ہونے کے ناشی غلط فہمی کسی ایک شخص سے ہے اور اون نے بے تامل
بدون دلیل کے اقتضا اوسکا کر لیا ہے فقط محض براہ تعصب نافہمی و
بے ادبی کے ہے ہنوز مدعی کو تعریف سنت موکدہ کی معلوم نہین ہے
اور نہ اصول حنفیہ سے خبر ہے اور نہ مقتضاے دلیل سے واقف نہ اطلاق
سنت سے جہان پر مطلقاً لفظ سنت کا اطلاق کیا جاتا ہے آگاہ ہے اور
جن فقہا نے سنت موکدہ ہونا اسکا لکھا ہے اونکی بہ نسبت اطلاق کرنا
غلط فہمی کا ناشی خود غلط فہمی مدعی اور جہل مرکب مدعی سے ہے تصریح اس اجمال کی یہ ہے
کہ مدعی نے صفحہ ۳۵ مین لکھا ہے کہ جسپر خلفاء نے مواظبت فرمائی ہو
اوسکو اصولین حنفیہ البتہ سنت کہتے ہین ہرگاہ بقول مدعی اصولین
حنفیہ جسپر خلفاء نے مواظبت فرمائی ہو سنت کہتے ہین تو پھر لکھنا مدعی
کا یہہ کلام کہ جسنے بیس رکعت سنت تراویح کو سنت موکدہ لکھا ہے

اوسکا کلام اصول حنفیہ کے نہین ہے صریح خبط ہے اور سنت کی تعریف
مکرر آرد المحتار وغیرہ سے اوپر لکھی جاچکی ہے اوسکو دیکھیئے اور بے معنی
کلام پر اپنے مطلع ہو شیخ کا کلام صاحب فتح القدیر مین جو مقتضای دلیل واقع
ہے اور اوسپر دہوم دہام مچا رہا ہے اوسکے معنی اب مدعی سے پوچھے
جاتے ہین مگر قبل پوچھے جانے معنی کے اس امر کا لکھنا ضرور ہے کہ زید ابن
ثابت رضہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا
کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ تمہارا عمل یعنی تراویح کیواسطے جمع ہونا یہانتک
کہ مینے گمان کیا کہ وہ تمپر قریب ہے کہ فرض ہوجاوے تو لازم پکڑو نماز
کو اپنی گہرون مین اسواسطے کہ بہتر نماز مرد کے اپنے گہر مین ہے مگر فرض
نماز یعنی فرض نماز مسجد مین افضل ہے مفصل حال یہہ ہے کہ حضرت نے
ایک سال رمضان مین مسجد کے اندر چٹائی کا حجرہ بنایا عبادت اور
اعتکاف کے واسطے حضرت نے اوسکے اندر رات کو تراویح کی نماز پڑہی
چند اصحاب ہی ساتہہ ہوئے ایک رات مین لوگ مسجد مین بہت جمع ہوئے
حضرت نے اوس رات کو نماز نہ پڑہی اصحاب سمجھے کہ حضرت سوگئے بعضے
اصحاب کہانسنے لگے تاکہ حضرت جاگین اور نماز پڑہاوین تب حضرت نے
یہ حدیث فرمائی حضرت عمر فاروق نے اپنی خلافت مین تراویح کی
نماز مسجد مین جاری کی اسواسطے کہ نماز کی خوبی حضرت کے فعل سے

جواب مقتضای دلیل

ثابت ہے صرف فرض ہونیکے خوف سے حضرت نے موقوف کروادی تہی اور
حضرت کے بعد وحی موقوف ہوئی فرض ہونے کا ڈر نرہا سو تراویح حضرت عمرؓ
کی ایجاد نہین ہے بلکہ حضرت کی سنت ہے اور بسبب مواظبت خلفاء ر
راشدین کے اوپر بیس رکعت کے خلفاء راشدین کی بہی سنت ہے
وحدیث علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین دلیل صریح اوپر سنت
موکدہ ہونے اس مقدار کے ہے اور صاحب فتح القدیر بہی اسکا اقرار کرتا ہے
بعد روایت اس حدیث کے یہہ لکہا ہے کہ ندب الی سنتہم کے معنی مدعی
نے کیا سمجہے ہین کیونکہ درمیان مندوب اور مستحب اور نفل اور تطوع کے
حیثیات کا فرق ہے چنانچہ تحقیق اوسکی لکہی جاتی ہے سمی مستحبا من حیث
ان الشارع یحبہ ویؤثرہ ومسنونا من حیث انہ بین ثوابہ و
فضیلتہ من ندب المیت وھو تعدید محاسنہ ونفلا من حیث
انہ زاید علی الفرض والواجب فیزید بہ الثواب وتطوعا من حیث
ان فاعلہ یفعلہ تبرعا من غیر ان یومر بہ حتما فقط یہان پر ندب سے
مصطلح فقہا تو مدعی نے مراد نہین لیا ہے بلکہ اوسکے معنی بولانے کے لکہتا ہے
ندب الی سنتہم یعنی بولاتا ہے طرف اونکے سنت کے بیان پر یہ اعتراض
مدعی کے معنی پر وارد ہوتا ہے کہ حدیث مین علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین
دونون مذکور نہین اس صورت مین بلانا حضرت کا طرف سنت اپنی وسنت

خلفاء راشدین کی دونوں مذکور ہیں پس خاص کرنا صاحب فتح القدیر کا
صرف بلانا آنحضرت کا طرف سنت خلفاء راشدین کے کس معنی کر کے ہوگا
اور یہہ مذہب عام محمول اور پر خاص برخلاف سیاق حدیث کیونکر ہوگا
قوله ولا یستلزم کون ذالک سنته اور نہیں مستلزم ہے یہہ اوسکے ہونیکو
سنت یہاں پر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہہ عدم استلزام کہاں سے پیدا ہوتا
ہے کیونکہ حدیث علیکم بسنتی الخ صریح بہ نسبت استلزام دونوں سنتوں
کے ہے غایت اسکی یہہ ہے کہ جسکو مواظبت آنحضرت نے فرمائی وہ سنت
آنحضرت صلعم کی ہوگی اور جسکو مواظبت خلفاء راشدین نے فرمائی ہے
وہ سنت خلفاء راشدین حسب حدیث مذکور کے ہوگی باعتبار اس
قاعدہ کے ہے القول مرجح علی الفعل یہہ تحریر صاحب فتح القدیر
علی فہم المدعی معارض حدیث مذکور کے ہے قوله اذ السنة ما واظبه
بنفسه اس لیئے کہ سنت وہ ہے کہ جسکو مواظبت فرمائی آنحضرت نے
بنفسہ اسپر یہہ ایراد وارد ہے کہ جسکی مواظبت آنحضرت نے فرمائی
وہ سنت موکدہ آنحضرت کی ہوگی اور یہہ حدیث مقتضی اسکی ہے
کہ جسکی مواظبت خلفاء راشدین نے فرمائی ہے وہ سنت موکدہ خلفاء راشدین
ہوگی چنانچہ قول جمہور فقہا اسی پر صریح ہے التراویح سنة موکدة لمواظبت
الخلفاء الراشدین قال علیه السلام علیکم بسنتی وسنت الخلفاء

الراشدین اور تعریف سنت کی اسیواسطے فقہانے یہہ لکھی ہے فی رد المحتار
منع الترک ان کان مما واظب علیہ الرسول صلعم او الخلفاء الراشدون
فسنۃ پس تخصیص کرنا صاحب فتح القدیر کا تعریف سنت کو ساتھ مواظبت آنحضرت
کی بنفسہ خلاف مذکورہ بالا کے ہے قولہ فیکون العشرون مستحبا وذالک
القدر منھا ھو السنۃ کالاربع بعد العشاء مستحبۃ ورکعتان منھا سنۃ
پس رہونگی بیس رکعت مستحب اسیقدر اونمیں سے یعنی آٹھہ رکعت [illegible]
سنت مانند چار رکعت کے کہ بعد عشا رکے مستحب اور دو رکعتیں اون چار میں
سے سنت اسپر یہہ ایراد وارد ہے کہ ہرگاہ بموجب حدیث بالا کے سنت ہونا
فعل آنحضرت و فعل خلفاء راشدین دونون کا ثابت ہے تو پھر تفرقہ سنت
اور استحباب کا جو صاحب فتح القدیر نے بیس رکعت میں استنباط کیا ہے او فہم عمدہ کے کس دلیل
سے ہے قولہ وظاہر کلام المشایخ ان السنۃ عشرون اور ظاہر کلام مشایخ کا
یہہ ہے کہ سنت بیس رکعت ہین فقط یہی کلام مشایخ کا موافق دلیل یعنی
مطابق حدیث مذکور کے ہے کہ بیس رکعت سنت موکدہ بباعث مواظبت
خلفاء راشدین کے ہون اسی وجہ سے اسپر عمل آجتک شرقا وغربا ہے
وسوای اسکے متروک ہے قولہ یقتضی الدلیل ما قلنا چاہتی ہے دلیل اس
چیز کو کہ کہا ہمنے فقط اس جگہہ پر درمیان دلیل کہ عبارت و دلالۃ النص [illegible]
یعنی مقتضی بصیغہ اسم فاعل اور مقتضی بصیغہ اسم مفعول کہ عبارت

آٹھہ رکعت

سے معنی

۲۰۰۱ھ

اقتضای النص سے ہی تعارض واقع ہے پس بموجب قاعدہ اصول فقہ مصرحہ
بالا کے اس جگہ پر دلالۃ النص کو ترجیح اوپر اقتضاء کے دینا چاہیے تقریح اسکی
یہ ہے کہ اقتضاء النص کہ عبارت دلالت التزامی سے ہے مسئلہ مدعی ہے
کہ نماز تراویح ایک قدر سنت ہو جو کہ رسول صلعم نے رمضان شریف مین پڑھی
نہین واسطے ضرورت نہ ہونے عذر کے مواظبت اوسی پر واقع ہوتی اور عین حدیث
ہذا کہ دلالۃ النص سے دال اس پر ہے کہ جس فعل پر مواظبت خلفاء راشدین کی دلالت
واقع ہو وہ سنت موکدہ باعتبار کیفیت و کمیت کے ہو پس ہرگاہ مواظبت خلفاء
راشدین کی اوپر نماز تراویح کے واقع ہوئی وہ باعتبار کمیت کے ۲۰ رکعت
ہے اور باعتبار کیفیت کے سنت موکدہ ہے تو صریح دلالت سے کہ ۲۰ رکعت نماز
مع کمیت و کیفیت کے سنت موکدہ ہو پس درمیان مقتضی بصیغہ اسم فاعل
و مقتضی بصیغہ اسم مفعول تعارض واقع ہوا تو مقتضی کو ترجیح ہے جیسا کہ
ظاہر کلام مشایخ سے ثابت ہے نہ مقتضی الدلیل جیسا کہ صاحب فتح القدیر نے
خلاف ظاہر کلام مشایخ اور حدیث کے لکھا ہے اور بزعم ان کے پس دعوی مدعی مطابق دلیل کے مدعی کے
ثابت ہوا اور نماز تراویح ۲۰ رکعت سنت موکدہ ہوئی قولہ والاولی حینئذ
ما هو عبارة القدوري من قوله يستحب پس اولی اسوقت مین
وہ ہے جو عبارت قدوری کی ہے اوسکا قول مستحب ہے تقاضا مطابق کلام اہل
متون کے کہتا ہون مین پس بہتر وہ ہے جو کہا ہے مشایخ نے اور مراد

یستحب قول قدوری سے وہی ہے جو مضمرات اور جوہرہ شرح قدوری
وغیرہ مین لکھی ہے چنانچہ رد المحتار مین مذکور ہے ولا ینافیہ قول القدوری
انہا مستحبۃ کما فہمہ فی الہدایۃ عنہ لانہ انما قال یستحب ان
یجتمع الناس وہو یدل علی ان الاجتماع مستحب ولیس فیہ دلالۃ
علی ان التراویح مستحبۃ کذا فی العنایۃ ذکر فی الاختیار ان ابا یوسف
سال ابا حنیفۃ عنہا وما فعلہ عمر فقال التراویح سنۃ موکدۃ ولم
یتخرجہ عمر من تلقاء نفسہ ولم یکن فیہ مبتدعا ولم یامر بہ الا عن
اصل لدیہ وعہد من رسول اللہ صلعم اور تعجب ہے کہ مدعی یہہ لکھتا ہے
کہ جہان پر سنت مطلقاً بولی جاتی ہے وہان پر مراد سنت سے سنت غیر موکدہ
یعنے مستحب مراد لیتے ہین یہہ قول اوسکا محض بے اصل ہے اور خلاف مذاق
فقہا کے ہے اب مدعی کو چاہیئے کہ پہلے مستحب کے معنی کو سمجھے ہدایہ مین لکھتا ہے
ویستحب للمتوضی ان ینوی الطہارۃ فالنیۃ فی الوضوء سنۃ عندنا و
عند الشافعی رحمہ فرض یہان پر اطلاق استحباب کا نیت وضو پر ہے اور اس
استحباب سے مراد سنت موکدہ ہے اور شرح وقایہ مین ہے سنتہ اور اوسکے
تحت مین دہونا دونوں ہاتون کا تین مرتبہ اور تسمیہ اور مسواک اور مضمضہ اور
استنشاق اور ولاء اور ترتیب اور اس سنت سے مراد سنت موکدہ ہے
اور لکھا ہے صاحب شرح وقایہ نے والدلیل علی کون الامور المذکورۃ

سنة مواظبة النبي صلعم من غير دليل على فرضيتها اور دليل اوپر
ہونے امور مذکورہ کے سنت مواظبت آنحضرت صلعم کے غیر دلیل سے اوپر فرضیت
اوسکے ہے اور تمامی متون کتاب فقہ مین جہان پر مطلق سنت آئی ہے وہان
مراد سنت ہدی و سنت موکدہ لی گئی ہے اور مدعی جو مطلق سنت کو سنت
غیر موکدہ و مستحب لکھتا ہی اثبات اوسکو واقفیت سنت و مستحب سے نہین
ہے ما ثبت بالسنۃ مین لکھا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے انہم
یقومون علی عہد عمر رض بعشرین رکعۃ و فی عہد عثمان و علی رض
مثلہ یعنی صحابہ رسول صلعم کے قیام کرتے تھے یعنی پڑہتے تھے حضرت عمر رض
کی خلافت مین ۲۰ رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کے وقت مین بہی
اسیطرح اور علمای حرمین یعنی مکہ و مدینہ کے عالمونکا بہی ہمیشہ سے اسی طور
پر عمل چلا آتا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح فارسی مین مشکوۃ شریف
کے جو لکہا ہے اوسکا ترجمہ یہہ ہے اور ابن شیبہ نی ابن عباس رض عنہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے جو نماز پڑہی بیس رکعت تہی اور بعد
حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا کہ ہر کوئی گہر مین
اپنے پڑہتا یا مسجد مین اور جب کچھہ زمانہ حضرت عمر رض عنہ کی خلافت کا
گذرا تب اونہون نے لوگون کو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت
سے پڑہنے کا حکم فرمایا اور نہایت المراد مین جامع الجوامع سے منقول

ہے کہ التراویح سنۃ موکدۃ ومن لم یرہا سنۃ موکدۃ فہو رافضی یقاتل کمن لا یری الجماعۃ قال اہل السنۃ والجماعۃ الفاسنۃ رسول اللہ صلعم صلاہا لیلتین وقد صلاہا رسول اللہ صلعم عشرین رکعۃ بعشر تسلیمات ثم ترک مخافۃ ان تجب وکان لرسول اللہ صلعم و اصحابہ حرص فی قیام اللیل کان الرجل منہم یصلی مائۃ رکعۃ والکثر وکذا فی زمن ابی بکر رض فلما ظہر الکسل فی زمان عمر رض خاف ان یندرس فالصحابۃ اتفقوا معہ علی ان یصلوا بالجماعۃ وزینوا المساجد بالقنادیل ولم یکن علی رض حاضرا فلما رای الجماعۃ والقنادیل قال اقام اللہ امر عمر کما اقام سنۃ نبیا فثبت وصح ان النبی صلعم صلاہا عشرین رکعۃ و فی الجملۃ سنۃ موکدۃ باجماع الصحابۃ تارکہا مبتدع غیر مقبول الشہادۃ لا وہی سنۃ للرجال والنساء یعنے نہایت المراد مین جامع الجوامع سے جو حدیث کی معتبر کتاب ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی اسکو سنت موکدہ اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ کیا جائیگا اوسکے ساتھہ جیسا جماعت کو سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتھہ اور اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ یہہ تراویح سنت رسول صلعم کے سے پڑہا تہا حضرت نے اوسکو دو رات اور بے شبہ حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چہوڑ دیا اوسکو خوف سے واجب

دس

ہوجانے کے یعنی اگر واجب ہوجاویگی تو اُمت پر مشکل پڑجاویگی اور تمہار رسول
صلعم اور اونکے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑھنے مین رمضان کی رات کو
کوئی انمین سے سو رکعت پڑہتا اور کوئی زیادہ اور اسیطرح زمانہ مین
ابوبکر رض کے پڑھتے تھے پھر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کے زمانہ مین
ڈرے سنت کے چھوٹنے سے تب اصحابون نے عمر رض کے ساتھہ اتفاق کیا
اسبات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو قندیلون سے
آراستہ کرین اور اوسوقت حضرت علی رض حاضر نہ تھے پھر جب اُنھون نے جماعت
اور قندیلین دیکھین فرمایا اللہ تعالی قایم رکھے عمر رض کے کامون کو جیسا اُنھون نے
قایم کیا ہمارے نبی کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرت نے تراویح کی
نماز بیس رکعت پڑہی اور حجت جو کتاب معتبر ہے اوسمین لکھا ہے کہ تراویح
سنت موکدہ ہے صحابہ کے اجماع سے اور ترک کرنے والا اوسکا بدعتی
ہے گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہے مردون اور عورتون کے
حق مین اور جب خلفاء راشدین نے اس نماز تراویح مین اسقدر اہتمام و
التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسے سنت پیغمبر خدا
صلعم کی اُمت پر سنت ہے ویسے ہی سنت خلفاء راشدین کی ہر کسی کے حق
مین سنت ہے جیسا کہ مشکوۃ کے باب اعتصام مین لکھا ہے علیکم بسنتی
وسنت الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا

با النواجذ لازم پکڑو اپنی او پر سنت ہماری اور سنت ہماری سب خلیفون کی کہ
رشد و ہدایت پائے ہوئے ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت
پکڑو ان سبکو ڈاڑھون سے اپنے فتاوی سراجیہ مین ہی التراویح سنة
وهي خمس ترویحات کل ترویحة اربع ركعات ولو ترك اهل بلدة
التراويح قاتلهم الامام على ذلك آه اس جگہہ پر ایک حدیث مؤید مقال
و مقتضی الحال مع شرح کی لکھی جاتی ہے اوسکو مدعی بامعان نظر وتعمق بصر دیکھے
اور اپنی غلطی و نافہمی پر مطلع ہو و اصرار و استبداد سے جو امردین مین
خلاف تحقیق کے کرتا ہی باز آوے اور وہ حدیث یہہ ہی وعنه وهم
از عرباض بن ساریہ روایت است قال گفت صلے بنا رسول الله نماز گذارد
با ما یعنے امامتہ کرد پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم ذات يوم یک روزے ثم اقبل
علينا بوجهه پس تو جہہ کرد برما بروے مبارک خود فوعظنا موعظة بليغة
پس پند کرد مارا پند کردن سخت ترسان دموثر و قول بلیغ انکہ مدلول و
مقصود برسد و بالغ نیکو و سرہ و بلیغ فصیح کہ بعبارت خود کنہ ضمیر را برسد
ذرفت منها العيون اشک ریخت ازان موعظہ چشمہا ذرف بذال معجمه
رفتن اشک از چشم و وجلت منها القلوب و ترسید از وی دلہا فقال رجل
پس گفت مردی یا رسول الله كان هذه موعظة مودع گویا کہ این پند کسی است
کہ وداع کنندہ است چہ شخص در وقت وداع کردن از پند و نصیحت ہر چہ

کردنی است چیزی فرو نگذارد و هرچه گفتنی است بگوید و دل ما از تصور وداع
رحلت تو گرفته میشود و محزون میگردد فاوصنا پس وصیت کن ما را یعنی اندکی
بکن نرم و آسان تا دل ما بیاساید و از جا نرود فقال اوصیکم بتقوی الله این
وصیت میکنم شما را به پرهیزگاری و ترس از خدا والسمع والطاعة و این
کردن حکم امرا و فرمانبرداری ایشان در آنچه موافق حکم شرع بود و نفاق کیا
جمع شود وان کان عبدا حبشیا واگرچه فرضا حاکم غلام حبشی بود و این مبالغه
است در اطاعت امرا والا بنده امیر نبود یکی از شرائط امارت آزادی است
و این چنانست که در حدیث آمده است که هر که مسجدی بنا کند او را در بهشت
خانه بنا کنند اگرچه آن مسجد همچو آشیانه گنجشک بود و مسجد هرگز همچو آشیانه گنجشک
نباشد ولکن مقصود مبالغه است در خوردی و تنگی و گفته اند که بنده حبشی نایب
سلطان کبیر بود برین تقدیر اطاعت وی بفرموده سلطان واجب
گردد پس از آن علت سمع وطاعت امرا بیان فرموده بقول خود فانه من
یعش منکم بعدی زیرا که بدرستی که کسی میزید از شما بعد از من فسیری اختلافا
کثیرا پس سرانجام است که به بیند اختلاف بسیار را در مردم و در سمع وطاعت
امرا امن است از فتنه که پیدا گردد از اختلاف واشارت کرد بحفظ تقوی
بقول خود فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین پس لازم
گیرید بر خود سنت مرا و سنت خلیفه های مرا که اهل رشد و ارشاد و راه یافتگان

ورشد و رشاد بہ سامان و بہرہ بودن خلاف غیّ و مراد بہ خلفای راشدین
خلفاے اند کہ بہدایت راہ یافتہ اند و ہر کہ بر سیرت ایشان برود موافق سنت عمل کند حکم
ایشان دارد نہ ہر کہ بہوای نفس خود بدعتی پیدا کند و بہ حقیقت سنت
خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم ہمان سنت پیغمبر است صلعم کہ در زمانہ
آنحضرت صلعم شہرت نہ یافتہ بود و بعد از وے در زمانہ ایشان رواج یافتہ
و مشہور گشتہ و مضاف بایشان شدہ و چون مظنّہ آن بود کہ یکے آنرا بجہت
اضافت بایشان بدعت پندارد و ردّ کند و منکر گردد وصیت کرد باتباع
آن پس ہر چہ خلفاے راشدین بدان حکم کردہ باشند اگرچہ باجتہاد
و قیاس ایشان بود موافق سنت نبوی است و اطلاق بدعت بران
نتوان کرد چنانکہ فرقۂ ضالّہ کنند پس ازان مبالغہ کرد در وصیت باتباع
سنت و فرمود تمسکوا بہا چنگ در زنید بہ سنت من و سنت خلفاے
راشدین و عضوا علیہا بالنواجذ و سخت بزنید بر سنت دندانہا را و محکم گیرید
آنرا و عض گزیدن و نواجذ چہار دندان در اقصاے دندانہا کہ آنہارا
اضراس علم و اضراس عقل گویند — مدعی جو آٹھہ رکعت نماز تراویح کا پڑہنا
بعد استقرار امر اور بیس رکعت پڑہنی زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے حسب حدیث مروی بہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ حدیث بہ نسبت
رمضان و غیر رمضان ہر دونون کے ہی جائز و روا رکہتا ہی اور بیس

لطیفہ حسب حال مدعی از حدیث

اڑ رہا ہے اور فرمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مصلحت ہمین دیکھتا ہی
جسکے مصلحت رسول اکرم صلعم نی پسند فرمایا ہے مسنون ہی کہ زد وکوب
کیا جاوے توضیح اسکی یہہ ہی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی مشکوٰۃ شریف
مین روایت ہی خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ ہم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی
اللہ عنہم مع دیگر صحابہ گرداگرد حضرت رسول مقبول صلعم کے بیٹھے تھے حضرت
علیہ السلام ہمارے درمیان سی اوٹھہ گئے جبکہ تشریف لانیمین دیر ہوئی
ہم سبکو خوف ہوا کہ باعث تنہائی کے آپکو کوئی مکروہ پیش نہ آوے
پہلے مین واسطے تلاش آنحضرت صلعم کے نکلا اور حضرت کو ڈہونڈہتا پہرتا تہا
کہ بنی نجار کے باغ تک آیا اور اوسکی گرد دیوار تہی جگہہ جانیکے نہین ملتی تہی
اوسمین اکیراہ پانی جانیکے تہی اوسی راہ سے باغ مین گیا دیکھتا کیا ہون کہ
حضرت صلعم تشریف رکہتے تھے حضرت نی مجکو دیکہکر فرمایا کیون آئی ابا ہریرہ
بالکل حال مینی عرض کیا حضرت نے مجکو اپنی دونون نعلین عنایت فرمائین اور کہا
کہ ان دونون نعلین کو لیجاؤ اور جس سے تیری ملاقات ہو باہر اس احاطہ باغ
کے درحالیکہ گواہی دیتا ہی ساتہہ الوہیت حق کے اور نبوت پیغمبر کے
درحالیکہ یقین کرنیوالا ہی دل اوسکا ساتہہ اس شہادت کے پس بشارت
دی اوسکو ساتہہ بہشت کے پس پہلے ملاقات میری حضرت عمر سے ہوئی پس
کہا عمر نے یہہ کیسی نعلین تیرے ہاتہہ مین ہین ای ابوہریرہ کہا مینے کہ یہہ دونون نعلین

رسول صلعم کی ہین او بہیجا ہی مجکو ان نعلینون کے ساتہہ اس امر کو کہ جو
ملاقات کرے مجہسے اور گواہی دیتا ہی ساتہہ اس کلمہ کے بیقین دل اپنے
بشارت دون مین اسکو ساتہہ بہشت کے پس مارا عمرؓ نے درمیان دونون
پستان میری کے پس زمین پر گر پڑا مین چوتڑ کے بل پس کہا عمرؓ نے پہر جا پس
پہر آیا مین پیغمبر صلعم کے پاس روتا ہوا اور پکارتا ہوا اور پیچہے میرے بلا توقف
حضرت عمر بہی تشریف لائے پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ کیون اسطرح
روتا ہے ای ابوہریرہ مینے سارا حال عرض کیا پس حضرت صلعم نے
حضرت عمر سے سبب مارنیکا پوچہا حضرت عمر نی عرض کیا کہ آپ نے ایسا فرمایا
ہی جیسا کہ ابوہریرہ نے کہا ہی حضرت نی فرمایا کہ ہان حضرت عمر نے عرض
کیا کہ ایسا حکم نفرمائے کیونکہ مین ڈرتا ہون کہ تکیہ کرینگے لوگ اس بشارت
پر پس چہوڑ دیجے لوگون کو کہ عمل کرین فقال رسول اللہ صلعم فخلہم کہ جو تو
مصلحت بیچ چہوڑنے آدمیون کے دیکہتا ہی پس چہوڑ دی اور بشارت اپنے
روایت کیا اسکو مسلم نے مدعیکو چاہیئے کہ اس حدیث کو بخوبی غور سے دیکہی
کہ مصلحت اور صواب بینی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضور مین رسول مقبول
صلعم کے اس درجہ پر تہی کہ حضرت صلعم نے اپنی امر مبارک کو موقوف رکہا
اور صواب بینی و مصلحت اندیشی حضرت عمر کو رواج رکہا اور حضرت ابوہریرہ
ایسی اصحابی جلیل القدر کو کہ محض بفرمان آنحضرت صلعم واسطے بشارت دینیکے

مامور ہوئے تھے مثل مشہور ہی کہ ایلچی راجہ نہ وال مارنا اونکا جایز رکہا
پس یہہ مدعی کس گنتی و شمار مین ہی کہ یہہ اختراع و ایجاد کہ خلاف مصلحت
حضرت عمر رضہ و محض ہوای نفسانی کے ہی کری قابل کس درجہ تعزیر کے
حسب الحکم حدیث تقریر انحضرت صلعم کے ہی فافہم وتامل فیہ قولہ صفحہ ٦٤ مین سنت
موکدہ ہونا تراویح کا مخدوش ہی الخ اقول یہہ خدشہ بباعث قلت علم ناشی ہوا ہے
اور تفرقہ نکرنا درمیان نماز تہجد اور قیام رمضان کے ویسا ہی ہے
اوپر اسکے تصحیح ہو چکی ہی قولہ تراویح کا سنت موکدہ ہونا صرف بعض کتب
حنفیہ مین ہی الخ اقول یہی اصح ہی قید لگانا کتب حنفیہ کا حسب مسلک قائل
کے بیکار ہی اور متون اور شروح کتب جمہور فقہا مین جو سنت ہونا لکہا ہی
وہ محمول اوپر سنت موکدہ کی ہی نہ اوپر مستحب کی بلکہ بعض جگہہ پر مستحب سی
بہی مراد سنت موکدہ ہی کہ تصحیح اسکی اوپر سند ہدایہ کے لکہی گئی ہے اور
قول مدعی بمقابلہ اکثر علما کہ اوپر اطلاق جمہور حنفیہ ہی قابل اعتماد نہین
للاکثر حکم الکل صاحب فتح القدیر و قاضی خان وغیرہ اسکو متوارث لکہتے ہین
اور تصحیح قاضی خان کی سبب پر مقدم ہی اسکا حوالہ اوپر حموی سی لکہا گیا ہی اور
خود صاحب رسالہ صاحب ردالمحتار سی تصحیح اسکی کرتا ہی اور خلاصۃ الفتاوے
سی انقطاع اختلاف بروایت حسن امام ابی حنیفہ سی نقل کرتا ہے پس نسبت
کذب و دروغ کے کرنا محض سخن بیمغز و دروغ ہی اور خود کلام صاحب رسالہ

مین دو پیمانہ آب و یک چمچہ دوغ ہی واسطی مستحب ہونے بیس رکعت نماز تراویح
کی مدعی قول امام نووی کو یعنی اتفق العلماء علی استحبابہا کو بڑی دلیل لاتا ہی
اور اس سی واقف نہین ہی کہ اس استحباب سی مراد سنت ہی چنانچہ اسی
امام نووی نے کتاب الاذکار مین فرمایا ہی اعلم ان التراویح سنت باتفاق
العلماء وہی عشرون رکعۃ انتہی ترجمہ جانو کہ تحقیق کر تراویح سنت ہی
باتفاق علماء کے وہی بیس رکعت ہی پس خود قول امام نووی سے مراد
استحباب سے سنت ثابت ہی اور یہی امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
باب استحباب رکعتی سنت الفجر یعنی باب مستحب ہونے دو رکعت نماز سنت
فجر کا حالانکہ سنت فجر باتفاق حنفیہ سنت موکد ہی اب مدعی کو چاہیئے کہ ان
اقوال پر غور کرے اور مذاق استعمال لفظ استحباب سی واقف ہو +

تعبیر [illegible] کیا ہی

قولہ اول یہہ افترا ہی اوپر حضرت عمر کے آگے اقول نہایت المراد اور جامع جوامع
سے اوپر تحقیق کی گئی ہی اوسکو دیکھیے اور مطلع اپنی بے علمی سے ہوجیئے بہت
کلام کی یاد رکہنا اور بات ہی اور علم ہونا اور بات ہی قولہ آٹھہ رکعت
پڑھنے والی لاریب متبع سنت ہوئی اقول شاید آپکے سمجھہ حضرت عمر رض و حضرت
علی رض و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم و نیز حضرت ابی حنیفہ و حضرت امام مالک و امام
احمد و حضرت امام شافعی سے بڑھ گئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ چہ نسبت خاک را با
عالم پاک حنفی بہی بنتے ہین اور خلاف حضرت امام اعظم کی کام بہی فرماتے ہین

ایسی حنفیت جعلی کا اعتبار نہین + تیری وہ مثل ہی ای مصحفے نہ الی الذی نہ اوسکے
الذی قولہ تعیین عدد رکعات تراوح ان چیزون مین سے ہی کہ قیاس کو اوس مین
دخل نہین الخ اقول ای حضرت آپ تو صفحہ ۳ مین لکھہ چکے ہین کہ قیام رمضان جسکو
نماز تراویح کہتی ہین بدون تعیین او تخصیص عدد رکعات کے سنت جانتا ہون
اور اسی صفحہ مین پہر لکھتے ہین کہ آٹھہ رکعت تراویح کو سنت آنحضرت صلعم جانتا ہون
اور صفحہ ۶ مین لکھتے ہو کہ تراویح یا بیس رکعت تراویح کا سنت ہونا بمعنی
ایسی نفل کے کہ جسپر آنحضرت صلعم نے عبادۃً مواظبت فرمائی ہو متصور نہین
ہے اسلئے کہ تراویح آنحضرت صلعم کی نماز تہجد تہے اور نماز تہجد آنحضرت صلعم
پر نزدیک جمہور کی فرض تہی پس تراویح نفل نہو گی کہ مواظبت آنحضرت صلعم سے
ہمارے لئے سنت ہوجای اور پہر اوسی صفحہ مین لکھتے ہو کہ یہہ سنت سنت موکدہ نہین ہے
گو مواظبت خلفاء راشدین کی بہی اُس پر ہو اور پہر اسی صفحہ مین لکہتی ہو علاوہ اسکے بیس رکعت تراویح
پر تو مواظبت خلفاء راشدین کی بہی متحقق نہین ان ہفوات پر غور فرمائے
کہ مورد ہفوات کون ہے اور یہہ فکر استبہال اور ہیچ کنے نماز تراویح
کے کون ہی پہر آپ کو تعیین عدد سے کیا بحث ہی سنت آنحضرت کی حسب
تحقیق آپکے تو یہی ہے کہ دو تین رات پڑہ کر چہوڑ دیجئے اور آئندہ بدعت کے
خیال سے نہ پڑہی کہ ما فی الضمیر اس تقریر سے یہی ثابت ہوتا ہی قولہ مراد
محققین کی یہہ ہے کہ تراویح استحباباً بیس رکعت ہی نزدیک حنفیہ کے الخ اقول سبحان اللہ خوب مراد
محققین کی سمجہی اور رد المحتار پر خوب حاشیہ من تلقاء نفسہ لگایا ذکر ت جوابہ
علی ما علقتہ علیہ کے مطلب کو خوب پہنچے اور طرفہ یہہ ہے کہ بطور

مذہب حنفیہ کی بحث ہی مالکیہ کی سند لاتے ہین ہرین ہم جو امام مالک رح
نے یزید ابن رومان سے اپنے موطاٴ مین روایت کی ہے کہ زمانہ خلافت
حضرت عمر رض مین استقرار نماز تراویح کے پڑہنے کا اوپر بیس رکعت کے
ہوا ہی اور بیہقی نے اصحیح کی کہ بیس ۲۰ رکعت نماز تراویح خلافت حضرت عمر مین
پڑہی گئی مثل اسکے زمانہ حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ عنہم مین بہی
اسی پر عمل رہا کچھہ خیال نہین کرتے ہین مقتضے دلیل صاحب فتح القدیر
کا کہ وہ بمقابلہ ظاہر کلام مشایخ منقوض ہی وصاحب ردالمحتار نے اوسکا
جواب لکہا ہی وخلاف صریح حدیث کے ہی بہولے ہین و قول غیر مفتٰی بہ
پرا اڑے ہین آٹھہ رکعت پڑہنے نماز تراویح کا مذہب ائمہ اربعہ سے کسیکا
نہین ہی باوجود دعوی حنفیت کے ایجاد فقیر کرتے ہین قولہ قول تمام
علماٴ مشرق اور غرب اور تمام فقہاٴ اور کملاٴ اور اولیاٴ اور اقطاب اور
اوتاد کا اختیار کرنا بیس رکعت کو غیر مسلم ہی الخ اقول ای حضرت مشرق
سے غرب تک بیس رکعت پڑہنی نماز تراویح کا عمل حنفی مذہب والون کا
صاحب بحر الرائق وردالمحتار تسلیم کرتا ہی اور نقل مقتضاے دلیل صاحب
فتح القدیر کی بہہ دونون اور صاحب طحطاوی لکھتا ہی مگر چار دن بزرگوار
پڑہنا آٹھہ رکعت تراویح کا اور اس پر عمل لوگون کا بیان نہین کرتے ہین
اور مقتضاے دلیل کا حال اوپر لکہا گیا ہی بمقابلہ قول جمہور مشایخ

حنفیہ کے ایک قول صاحب فتح القدیر پر کہ مخالف ظاہر کلام مشائخ اپنے
کی ہی قابل تسلیم اور فتوی دینے کی نہین ہی امام صاحب سے صریح نقل
ہے کہ امام نے نماز تراویح کو بیس رکعت سنت موکد فرمایا ہی اور
اسی پر عمل اونکا تہا اور اسی پر مذہب حنفیہ کا استقرار پایا ہی دو چار ورق
کے ملا آپ خود ہین مگر ہان فہرست کتابون کی زیادہ یاد ہین اگر علم سے
۴۹ بہرہ ہوتا تو آپ کی کلام مین تعارض شتی اور مخالفت تستری واقع نہوتا قولہ
بارہ سو برس سے پہلے ایک عالم بہی نہ عرب کا نہ عجم کا سنت موکدہ ہونے
بیس رکعت کا قائل ہوا انتہی اقول ای صاحب یہہ تسلیم کرنا ہم کیا ہان ظاہر
کلام بعض متاخرین فقہا سے یہہ مترشح تہا اور مواظبت بیس رکعت پر خلفا
راشدین کی کیسی تہی اور امام ابی حنیفہ نے بیس رکعت کو سنت موکدہ کیونکر
فرمایا اور قاضی خان نے تصحیح اس بیس رکعت کی سنت موکدہ ہونیکی کیونکر کی
مگر ہان یہہ لوگ آپکے نزدیک صدر اول اور ثانی اور ثالث سے نہین ہین اور نہ
قاضی خان طبقہ سوم مجتہدین فی الروایت سے ہین اور مقتضاے دلیل سے
اون لوگون کو خبر نہ تہی آپ اس مقتضاے دلیل سے بعد [۱۲۸۴] بارہ سو چوراسی
برس کے واقف ہوئے اور فتوی آٹہہ رکعت پڑہنے کا دیا قولہ یہہ شخص
ایسا بیباک ہی کہ ابن ہمام و صاحب بحر الرائق وغیرہما علماء محققین حنفیہ پر
کس طرح زبان درازی کرتا ہی اور انکو درپردہ رافضی بناتا ہی نعوذ باللہ منہ

اقول حضرت بیباک آپ ہین اور جو کچھہ اطلاق ہی بہ نسبت آپکی مقید ہی
آپ نے صفحہ ۵۵ مین اپنے رسالہ کے لکھا ہی کہ بیس رکعت مین عدد مسنون
جاتا رہتا ہی تو بیس رکعت پڑہنے مین اداے سنت آنحضرت صلعم نہوگے
اور صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرایق اور طحطاوی یہہ نہین لکھتے
ہین بلکہ وہ لکھتے ہین کہ بیس رکعت مستحب ہی اور اونمین سے آٹھہ
رکعت سنت اور بارہ رکعت مستحب ہین پس یہہ قول صریح دلالت کرتا ہی
کہ بیس رکعت پڑہنے مین نزدیک اونکے عدد مسنون بہی ادا ہوتی ہے
جیساکہ چار رکعت بعد عشاء کے پڑہین تو دو اونمین سنت ہونگے چنانچہ
خود ابن ہمام اسکی تصریح کرتا ہی اور خود مدعی ناقل اسکا ہی یہہ عجیب
نافہمی ہی کہ مقید کے اندر مطلق داخل نہین ہوا اور قلیل ضمن کثیر مین
نہ آوے اور برخلاف صاحب فتح القدیر کے ایجاد جدید کرے اب
مدعی کو سمجھنا چاہیئے کہ اس تقریر بے توقیر سے اوسکے جن اکابر دین
نے کہ بیس رکعت تراویح پڑہین اوسے اداے مسنون جاتا رہا اور نماز
تراویح اوسکی نہین ہوئی رافضی بیس رکعت نماز تراویح کو احداث
عمری کہتے ہین اور پڑہنے نماز تراویح آنحضرت کے قائل ہوکر ترک
فرمانا آپکا کہتے ہین اور بعض رفاض سنت رجال بتلاتے ہین اور
مدعی تسلیم نماز تراویح آنحضرت صلعم نماز تہجد اور فرض ہونا اوسکا

حضرت پر اور عدم مواظبت نفلاً اور غیر موکدہ ہونا اسکا اور نہ مستحق
ہونا مواظبت خلفاء راشدین اور نہ پڑہنا حضرت عثمان اور حضرت علی رضی
اللہ عنہم اور مواظبت خلفاء راشدین غیر مستلزم ہونا سنت کو اسکے
بدون مواظبت آنحضرت صلعم کے مکررًا اس رسالہ مین اپنی لکھہ چکے ہین اب
فرمائیے کہ رافضی کی کیا سینگ ہوتے ہین ای حضرت آپتو رافضی سے
بھی بڑہ گئے قولہ حموی نے حاشیہ اشباہ مین اوسکو رد کیا ہی الخ اقول
آپ جو یہہ نفرماتے آپ نے تو صفحہ ۱۷ مین سنت خلفاء نماز تراویح کو نہین
فرماتے ہین اور نہ سنت خلفاء راشدین ثابت کرتے ہین بلکہ لکھتے ہین
کہ خلفاء کی مواظبت اسپر ثابت نہین ہوتی اور مواظبت خلفاء سے سنت
موکدہ ہونا اسکا لازم نہین آتا ہی جبتک کہ مواظبت آنحضرت کی بنفس نفیس
نفلاً نہو گو مواظبت خلفاء کے ہوا اوسکو سنت موکدہ نہین کہتے ہین طرفہ
حافظہ ہی کہ اوپر عدم مواظبت خلفاء راشدین کی بہ نسبت بیس رکعت تراویح
کے لکہ چکے ہین اس صفحہ ۹۴ مین اپنے رسالہ کی تحریر فرماتی ہین حموی
نے لکہا ہی کہ تراویح بیس رکعت سنت عمر ہی اسلیئے کہ نبی علیہ السلام نے
نہین پڑہا ہی بیس رکعت کو بلکہ پڑہا ہی آٹھہ رکعت کو اور نہین مواظبت فرمائے
ہی اسپر اور حکم پڑہنے کا کیا ہی حضرت عمر نے بعد آنحضرت کے بیس
رکعت کا اور موافقت اسکی کی ہے صحابہ نے اور حموی مین جو یہہ

عبارت ہی وصلاہا عمر رض بعدہ عشرین ووافقہ الصحابة علی ذلك
معنی اسکے یہہ ہین کہ پڑہا ہی اوسی تراویح کو حضرت عمر رضؓ نے بعد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے بیس رکعت اور موافقت کی ہی اونکی صحابہ نے اوپر اسی بیس رکعت
کے اسکے معنی آپنے واسطے ثبوت اس امر کے کہ حضرت عمر رضؓ اور صحابہ نے اسپر
مواظبت نہین کی اوسکا ترجمہ یہہ کیا ہی کہ حکم پڑہنے کا کیا ہے حضرت عمر رضؓ
نے حالانکہ حضرت عمرؓ نے خود پڑہا ہے اور صحابے نے موافقت کی ہی اور روایت جو مفید ہمارے
ہی مضر مدعی ہی فتامل فیہ تو بعد مضمون اس حدیث کی امثال مفتیان استفتاء التراویح ہین الخ اقول
مفتیان استفتاء التراویح ۲۰ رکعت نماز تراویح کو سنت موکدہ بموجب قول و
فعل خلفاء راشدین اور امام ابی حنیفہ او رنیز سواد اعظم فقہاء مذہب حنفی
کے جانتے ہین بمضمون علیکم بالسواد الاعظم وہ ہرگز مورد حدیث مذکور
کے نہین ہوسکتے ہی بلکہ مقتدی علیکم بسنت الحدیث کے ہین لیکن جو شخص
کہ اسکو سنت آنحضرت صلعم وسنت خلفاء راشدین نہین جانتا ہی خوف ہی
کہ وہ مورد حدیث مذکور کا نہو جاے اللہ تعالی اس کجی کو دل سے نکالی اور توفیق
رفیق عطا فرماوی کہ تفرقہ اہل سنت وجماعت اور رخنہ دین مین نہو قولہ
تراویح بیس رکعت ہی اور اٹھہ رکعت بہی ہی اور چھتیس رکعت بہی ہی حصر
بیس رکعت مین ممنوع ہی گو حنفیہ کے نزدیک عدد مستحب تراویح کا بیس رکعت ہے ۲۰
اقول اسکے جواب کی کچہہ حاجت نہین ہے خود مدعی معترض بیس رکعت کا

فتامل فیہ

بموجب مذہب حنفیہ کے ہی اور استحباب کا دعوی جیسا اوسکے گمان مین
ہی غلط ہی کہ اوپر تصریح اوسکی بخوبی ہو چکی ہے ہان اگر اس مستحب سے مراد
سنت موکدہ ہی جیسا کہ صاحب ہدایہ نے درباب نیت طہارت وضو کے
لکھا ہی کہ ذکر اوسکا اوپر ہو چکا ہی تو البتہ ہو سکتا ہی اور جبکہ دعوی حنفیت
کا ہی تو پھر یہہ لکھنا اوسکا فضول ہی اور نزاع غیر معقول ہی قولہ کوئی
عمل ہمیشگی کرنے خلفا سے سنت ہو نہین سکتا جبتک کہ اوسپر مواظبت
آنحضرت صلعم کے ثابت نہو الخ اقول اوپر تحقیق اسکے کرات ومرات لکھی گئی
ہی اوسکو ملاحظہ فرمائے وعلیکم بسنتي وسنت الخلفاء الراشدین
کی شرح جو محدثین نے کی ہی ملاحظہ فرمائی اور قاضیخان کے فتاوی
کا حوالہ جو دیا ہی اوسکو اچھی طرح ملاحظہ کیجیے لا تقربوا الصلوٰة بحذف
انتم سکاریٰ کی عنت ربود نکیجیے قولہ اس حدیث کے معنی مین کئی احتمال
ہین اول اس حدیث مین ایجاب استحبابی ہے پس اسی سنت خلفاء
راشدین کا مندوب اور مستحب ہونا ثابت ہی نہ سنت موکدہ ہونا الخ اقول
اس حدیث مین خوب احتمال ثلاثہ باجتہاد طبیعی اپنی پیدا کئی ہین وانتہوا
عن التثلیث، واقصد واخیر الکلم سبحان اللہ اجتہاد سے اپنے اچھا ایجاب
استحبابی نکالا ہی اسکی تعریف مجتہد جدید کو کرنی چاہیئے فقہاے اصولین
کو یہہ تقسیم امر کی نسوجھی تھی کہ داخل اصول کرتے اگر حضرت مجتہد ایجاب

استحبابی کے قائل ہین تو بیس رکعت نماز تراویح کو جو مستحب ٹھہراتے ہین تو
اسکے ایجاب کی کہ ایجاب اور سنت موکدہ مین تھوڑا سا فرق ہی قائل ہوجاتے
تو کچھہ نزاع نہین ہی اور کیون نہ اس مستحب کی سنت موکدہ ہونیکے قائل
ہونگے خود ایجاب استحبابی لکھہ چکے ہین لیکن باوجود قائل ہونے ایجاب
استحبابی کے یہہ لکھنا کہ سنت خلفاء راشدین کا مندوب و مستحب ہونا ثابت
ہی نہ سنت موکدہ ہونا خلاف ایجاب استحبابی کے ہی اگر مزعوم اس زاعم کے
سنت خلفاء راشدین بموجب حدیث ہذا کے مندوب و مستحب قرار دیجاوی
تو قباحت صریح ہی اول یہہ ہی کہ یہان پر کیا ضرورت داعی تھی کہ صریح لفظ
سنت منطوق کو اوپر مستحب کے حمل کیا ہی دوم مستحب خلفاء راشدین و مستحب
آنحضرت مین کیا تفرقہ ہوگا سوم اس حدیث مین دو سنت واقع ہی باعتبار
معطوف علیہ و معطوف کے ایک حکم چاہئیے ایک کو سنت پر حمل کرنا اور دوسرے
کو مستحب پر حمل کرنا ایک بام او دو ہوا کیونکر متصور ہوگی اور یہہ لکھنا مدعی
کا تاکد اوس سنت آنحضرت کا جسپر آپکی مواظبت ہو اور دلیل سے ثابت ہی
نہ اس حدیث سے غلط ہے کیونکہ یہہ حدیث علیکم بسنتی آخر اخیر موعظت
اور وصیت آنحضرت کی ہی اور دستور ہی کہ وصیت مین زیادہ تر اہتمام اور
تاکید ملحوظ ہوتی ہی اس حدیث مین لفظ علیکم تمسکوا وعضوا علیہا بالنواجذ دلیل
صریح اوپر تاکید اور تشدید امر کے ہی اور دوسرا احتمال جو مدعی نے نسبت

معنے اس حدیث کے لکھا ہی کہ لازم پکڑو میرے طریقہ کو اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو بطریکہ ہو فرض کو بطور فرض کے اور واجب کو بطور واجب کے اور سنت کو بطور سنت کے اور مستحب کو بطور مستحب کے اب مدعی سے یہہ پوچھتا ہون کہ آپ نے تراویح کو نماز تہجد آنحضرت کے ٹھہرائی وہ باعث فرض کے ہم سب پر سنت نہین ہوسکتی اور خلفاء راشدین کا پڑہنا اور مواظبت فرمانیکے ہی مقر نہین ہین تو یہہ تراویح بقول آپکے بی اصل ٹھہری مستحب کیونکر ہوگی اور بصورت تسلیم معنے سنت اوپر طریقہ کے باعتبار معطوف و معطوف علیہ کے دو طریقہ ہونگے اور ہر طریقہ کے واسطے فرض و واجب و سنت و مستحب علیحدہ علیحدہ ہونگے یہہ کلیہ غیر مسلم ہی علاوہ اسکے طریقہ خلفاء راشدین عین طریقہ آنحضرت صلعم ہی اور خلفاء راشدین پیرو ہین اور احتمال ثالث کو جو اسطرح پر لکھتا ہی کہ لفظ سنت کا بعد بسنتی کے سنت الخلفاء راشدین مین معرفہ سے کہ اعادہ کیا گیا ہی بعد معرفہ کے تو بموجب قاعدہ اصول کے المعرفة اذا اعیدت معرفة کانت الثانية عين الاولى تو خصم کہہ سکتا ہی کہ مراد سنت خلفاء راشدین سی وہ سنت ہی کہ سنت آنحضرت کی ہی ہو جواب اسکا یہہ ہی کہ یہان پر اعادہ معرفہ کا مثل فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا کے طور پر اعادہ معرفہ کا اسمقام پر نہین ہی فتامل فیہ اور علاوہ اسکے یہہ جواب ہی کہ اوپر لکھے ہیں شرح اس حدیث کے اشعۃ اللمعات سے لکھا گیا ہی کہ سنت

بلیہ

خلفار راشدین دراصل سنت آنحضرت صلعم ہے باعث رواج دینے خلفار راشدین کے اوس سنت کو نسبت اور اضافت طرف اس سنت خلفا راشدین کے کی گئی ہے پس اس صورت مین بیس رکعات نماز تراویح جسپر مواظبت خلفار راشدین کی واقع ہوئی ہی عین سنت آنحضرت کی ہی اس صورت مین بہ تسلیم قول مدعی کے کچھہ محذور لازم نہین آتا ہے فلا تغفل فانہ دقیق سیہ اعتراض مدعی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ الخلفاء جمع محلّی باللام واسطے استغراق کے ہی اور حضرت ابو بکر صدیق رض کے قول اور فعل اور تقریر سے بیست رکعت ثابت نہین تو بیس رکعت سنت ساری خلفار کی نہین ہوئی جواب اسکا اولاً یہہ ہی کہ شاید ذہن مدعی سی یہہ حدیث متفق علیہ زید ابن ثابت کی جاتی رہی ہے ما زال بکم الذی رأیت من صنیعکم حتیٰ خشیت ان یکتب علیکم ولو کُتِبَ ما قمتم بہ فصلُّوا ایہا الناس فی بیوتکم ثانیاً یہہ ہی کہ حضرت مؤلف رسالہ کو قواعد اصول فقہ کی خبر نہین ہے ورنہ ایسا اعتراض رکیک لاعبابہ کہ مضحکہ خیز اطفال ہین نہ فرماتے تصریح اسکی یہہ ہے کہ نور الانوار وغیرہ مین لکہا ہے فان لم یستقم العہد بان لم یکن ثمہ افراد معہودۃ او لم یجر ذکرہ فی ما سبق حمل علی الجنس فیحتمل الادنی او الکل علی حسب قابلیۃ المقام آلخ اور اس مقام پر الف لام جمع کا داخل ہی بموجب قاعدہ کے اعتبار جمعیت کا جاتا رہی گا لیسقط اعتبا

الجمعية اذا دخلت على الجمع عملاً بالدليلين چنانچہ بعد اسکے لکھا ہے
اما اذا كان على الجمع فثمرة عمومه انه يسقط معنى الجمع فلا يكون اقله
الثلث اذ لو بقى جمعاً لم يظهر للام فائدة اذ لا عهد ولا استغراق ولا
جنس فيجب ان يحمل على الجنس ليكون ما دون الثلثة معمولاً للجنس
وما فوقه للجمع اب مدعی کو لازم ہی کہ اس قاعدہ پر غور کرکے اپنی رکاکت
اعتراض پر مطلع ہو حاصل اسکا یہہ ہی کہ جب اس مقام پر الف لام جمع پر
داخل ہی تو حمل اسکو اوپر جنس کے کرنا چاہیئے کہ تمامی خلفاء راشدین و
نیز اکثر خلفاء راشدین کو شامل رہی اسی جگہہ سی ہی کہ معنی مواظبت خلفاء
راشدین کی بلفظ تغلیباً اکثر ہم لکھا ہی کہ فتح القدیر اور رد المحتار سے سند اسکے
اوپر لکھی گئی ہے پس اعتراض واہی تباہی تمامہ مرتفع ہوگیا اور مدعا ثابت
ہوگیا قولہ بیان ثواب قیام رمضان کا البتہ حدیث صحیح صحاح مین ایا ہے
اور بیان ثواب بیس رکعت تراویح کا کہین صحاح مین نہین آیا ہے اور نفس
قیام رمضان محل نزاع نہین ہے بلکہ محل نزاع بیس رکعت تراویح ہے
اقول آپ یہہ نفرماسے آپ نی تو اپنے رسالہ مولفہ مین قیام رمضان کو تہجد
نماز فرض آنحضرت ٹہرایا ہے اور مواظبت خلفاء راشدین کی غیر ثابت اور بعض
مواظبت کے ہونا سنت موکدہ بمرات وکرات لکھہ چکے ہین کیا سخن بیمغز ہے
کہ ثواب قیام رمضان کا مطلقاً تو تسلیم کیا جاسے اور ثواب بیس رکعت

لا عہد

قیام رمضان کا تسلیم کیا جاوے اور حدیث من قام رمضان ایمانًا و احتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر کہ ترغیب دہندہ قیام رمضان تو ہے اور بیس رکعت پڑہنی نماز تراویح کو حسب فہم مدعی کے مستثنی اگری باوجودیکہ فعل آنحضرت بموجب قول فقہاء اور فعل خلفاء راشدین ٹھہری سبحان اللہ اچہا ذہن سلیم اور فہم مستقیم ہے شاید مواظبت خلفاء راشدین سے ثواب بین اسکے کمی بخیال مدعی آئی ہے قولہ تعداد بیس رکعت اور انکے تقرر پر اجماع ہونے سی مراد کیا ہے اگر مراد یہہ ہے کہ جواز اس عدد کا بالاجماع ثابت ہی قطع نظر کلام کے ثبوت اجماع مین سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا اجماع سے ثابت ہو نہین سکتا اور اگر مراد یہہ ہی کہ سنت موکدہ بیس رکعت کا بالاجماع ثابت ہی تو صریح البطلان ہے الخ اقول اسکا جواب کئی جگہہ لکہا گیا ہی اوسکو دیکہیے جیسے غیر واحد الاجماع علی سنیتہا المواظبۃ علیہا وقعت فی اثناء خلافۃ عمر رض و وافقہ علی ذلک عامۃ الصحابۃ و من بعدھم الی یوم ھذا بلا نکیر ھکذا فی رد المحتار وفی در المختار التراویح سنۃ موکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعًا اور وافض البتہ کہتی ہین کہ یہہ سنت ہرگز نہین ہے لانہم اھل بدعۃ یتبعون اھوائھم لا یعولون علی کتاب ولا سنۃ چاہیئے کہ سنت موکدہ ہونی بیس رکعت تراویح کی قائل ہو جائین اور اجماع کا اسکے اقرار کرین

احتسابًا

مستثنی

سنیتہا

ورنہ اور کچھہ مظنہ ہوگا قولہ ان بزرگ کو اسقدر معلوم نہین ہی کہ صاحب فتح القدیر پہلے تہا یا صاحب بحر الرائق اقول انکو ہیت کچھہ معلوم نہین ہے ایجاب استحبابی کو ایجاد کیا ہے اور اور بہتری خطائین کی ہین کہ تحریر بالا سے حال اوسکا منکشف ہی ہر گاہ بیر دانشمند سے خطا ہوئے اور لوگ کس حساب مین ہین قولہ یہہ دلیل غیر شدید لکھہ دینا اوسکو کہ جو باعتبار مقتضای دلیل ثابت ہی الخ اقول مقتضای دلیل کا جواب باصواب اوپر لکھا ہی اوسکو ملاحظہ فرماے قولہ کس کتاب معتبر مین لکھا ہے کہ نہین فتوی دیا ہے اسپر کسی نے فقہا مین سے بے محابا بدون دیکھے معتبرات کا حوالہ دیدینا بجز جہل کے اور کیا ہے الخ اقول جہل اسی بڑہ کے کیا ہوگا کہ کثرت روایات کا اعتبار نکرین اور مقتضای دلیل کہ جسپر کسی نے فتوی نہین دیا دور ین سمجھہ کہا ہے شیخ سعدی نی شعر ز جاہل حذر کردن اولی بود + کز و ننگ دنیا و عقبی بود + اور تیرہوین صدی مین فتوی دینے کو مستعد ہوئی ہین اور دامن کوہ مین بو علی سینا بن بیٹھے ہین قولہ صفحہ ۱۶۱ اپنی رسالہ مین قطع نظر اسکے کہ صرف مواظبت خلفاء راشدین سے ثابت نہین ہوتا ہے چہ جاے کہ مواظبت اونکی بیس رکعت پر ثابت ہو ہان حضرت عمر رض عنہ نے ساتہہ پڑھنے بیس رکعت کے البتہ امر فرمایا ہے الخ اقول جواب اس قول فاسد کا خود تحریر مدعی سے ظاہر ہو گیا امر فرمانا حضرت عمر رض کا بہ نسبت

بیس رکعت تراویح کے تسلیم کرتا ہے اور اسی کے اوپر یعنی بیس رکعت پڑھنی
نماز تراویح کا استقرار صحابہ کرام کے زمانہ مین واقع ہوا کہ الی یومنا ہذا عمل اسے برہے
گیارہ رکعت پڑھنی اور پڑھانے کا حکم جو پہلے ہوا تھا جاتا رہا مذکور اسکا چند
جگہہ پر ہوا ہے القول مرجح علی الفعل کے قاعدہ کے آجتک مدعی کو خبر نہین
ہے اور ظاہر ہے فعل خلاف قول کے کیونکر عظماء دین سے ہوسکتا ہے
قولہ امس قول مین تین وجہ سے کلام ہی الخ اقول تثلیث شاید بہت سند
خاطر ہے کہ اعادہ اسکا بار بار ہوتا ہے تعجب ہی کہ مدعی قاعدہ اصول
فقہ کو خلاف محل پر حمل کرتا ہے اعتراض عزیز وارد کو وارد کرتا ہے اور کچھہ
خیال نہین کہ علماء نامدار جو اسکو دیکھین گے کیا کہین گے ضمیر ہے عشرون رکعۃ
کی صاف راجع طرف التراویح سنۃ موکدہ کے ہے اوسکو مانند انزلنا الیک
الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب پر قیاس فاسد حمل کرتا ہے
اور زبردستی لکھتا ہی کہ محل نزاع مین فقدان یعنی سنت موکدہ بیس رکعت
مین قرینہ ہے اسپر کہ مراد ہے نفی ہی عشرون رکعۃ مین تراویح سنت موکدہ
نہین ہی باوجودیکہ مواظبت خلفاء راشدین کے ہنگام استقرار امر سے
اسی بیس رکعت پر ہوئی اور اسی پر عمل ہے اور قول مفتی بہ سے واضح ہی
خواہ مخواہ اسی پر اصرار کر رہا ہے اور اڑ رہا ہے اس قول کو صاحب
رد المحتار کے ھو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا ونیز تکرہ

قاعدًا الزيادة تاكدها حتى قيل لا تصح اى قياسًا على رواية الحسن
عن الامام فى سنة الفجر لان كلًا منهما سنة موكدة الخ وفى موضع اخر
عزاه المصنف فى المنح الى باب التراويح من الخانية اقول والذى
فى الخانية هناك لو صلت التراويح قاعدة قيل لا يجوز بلا عذر لما
روى الحسن عن ابى حنيفه لو صلے سنت الفجر قاعدًا بلا عذر لا يجوز
وكذا التراويح لان كلًا منهما سنة موكدة
والفرق ان سنة الفجر سنة موكدة بلا خلاف والتراويح دونها
فى التاكد انتهى اب مدعى كو چاہیے كه اسپر لحاظ كرے كه دو ركعت نماز سنت
فجر سب سنتون سى نهايت موكده هين حتے كه اسكے وجوب كے قائل ہوئے
هين بعد سنت فجر كے نماز تراويح اور ديگر سنن موكده كا مرتبه ہے پس عدم
قابليت سنت موكده ہونے بيس ركعت نماز تراويح كے خلاف مسئله منفقے يه
كى ہے قوله درصفحه، اپنے رساله مين باقى رہا يهه امر كه بعض كتب فقه مين
جو سنت ہونے تراويح كو بمقابله استحباب اصح لكها ہے تو مراد وہان مستحب
سے ما احبه السلف ہے نه وه كه سنت ہونا اوسكا آنحضرت كے فعل يا قول
يا تقرير سے ثابت ہو ليكن مواظبت آپكے اوسپر نفلاً نهو پس مراد اصحاب كتب
كى يهه ہے كه اصح يهه ہے كه تراويح سنت آنحضرت ہے اسليئے كه خود آنحضرت
نے اوسكو سنت فرمايا حيث قال سننت لكم قيامه يعنے سنت كيا ميں نے

تمہارے لئے قیام رمضان کا اول اولاً یہہ کلام مدعی کا نہایت خبط
بے ربط و مہمل واقع ہے اس مقام پر تعریف سنت موکدہ و مستحب و مندوب
کے حسب تصحیح نقل مدعی کے لکھنا چاہیئے بعد اوسکے حال نافہمی مدعی کا
لکھنا چاہیئے وہ یہہ ہے کہ مدعی نے صفحہ ۱۲ مین لکھا ہی کہ تعریف سنت کے فقہ حنفیہ مین
یہہ ہے کہ سنت یعنی موکدہ وہ ہے کہ مواظبت فرمائی آنحضرتؐ نے اوسکے
فعل پر ساتھہ کچھہ ترک کے بلا عذر پس کہا فقہاے حنفیہ نے ساتھ کچھہ ترک
کے بلا عذر یعنی اس قید کو بڑہایا تاکہ لازم آوے ہونا اوسکا یعنی اوس
فعل کا جسپر مواظبت کی گئی ہو بدون واجب ہونیکے آپ کے اسلیئے کہ واجب
نہین رخصت ہی اوسکے ترک مین بدون عذر کے اور نہین پوشیدہ ہی
نہ شامل ہونا اس تعریف کا ساری سنتون کے لیئے اور وہ چیز کہ نہین مواظبت
فرمائی ہے آنحضرتؐ نے اوسکے فعل پر وہ مندوب ہی اور مستحب ہے فقط
الحاصل جو چیز کہ مواظبت فرمائی ہے نبی صلعم نے اوسکے فعل پر ساتھہ کچھہ ترک
کے بلا عذر سنت ہے اور جسپر مواظبت نفرمائی ہو وہ مستحب ہے پس یہہ تعریف
سنت اور مستحب کی جو مدعی نے نقل کی ہی اوسی یہہ ثابت ہی کہ جسپر آنحضرتؐ
نے فعلاً مواظبت فرمائی ہے اور بلا عذر کبھی چھوڑ دیا ہی وہ سنت موکدہ
ہے اور جسپر مواظبت نہین فرمائی ہے وہ مستحب ہی پس یہہ تعریف اوسی
سنت اور مستحب کو شامل ہی کہ جو فعل آنحضرت سی ہو اور سوای اسکے

جو امر کہ فعل یا قول صحابہ سے ہوگا اوسکو سنت اور مستحب نہ کہینگے پس
یہہ لکھنا مدعی کا کہ مراد مستحب سی ما احبہ السلف ہی نہ وہ کہ سنت ہونا اوسکا
آنحضرت کے قول یا فعل یا تقریر سے ثابت ہو محض بے دلیل ہے اور نور الانوار
مین لکھا ہے ان المستحب ما احبہ العلماء وھذا ما اعتاد به
النبی علیه السلام یعنے بتحقیق مستحب وہ ہی کہ دوست رکھا ہو اوسکو علما
نے اور یہہ وہ چیز ہے کہ عادت پکڑی ہو ساتہ اوسکے نبی علیہ السلام نے
اور وہ تعریف جو کہ مدعی نے لکھی ہے سوای طریقہ نبی علیہ السلام کے غیر نبی
علیہ السلام یعنی سنت صحابہ رض کو شامل نہین ہی حالانکہ بولی جاتی ہے سنت
سنت ابی بکر و سنت عمر و سنت خلفاء راشدین کو بھی اور دو قسم سنت کے
اصول فقہ مین لکھی ہے مطلق سنت کی تقسیم ہی وھی نوعان ای مطلق
السنت التی مضے تعریفها وحکمها علی نوعین الاول سنت الھدی
تارکها یستوجب اساءة کالجماعة والاذان والثانی الزوائد تارکها لایستوجب اساءة کسیر النبی
علیه السلام فی لباسه وقعوده وقیامه والرابع النفل وھو ما یثاب المرء علی فعله ولا یعاقب علی ترکه
یعنی وہی دو طرح ہے ای مطلق سنت کہ گذری تعریف اوسکے دو طرح ہے
اول سنت موکدہ ہے کہ تارک اوسکا سزاوار گناہ کے ہوتا ہے مثل جماعت
اور اذان کے اور دوسری سنت زوائد ہے کہ تارک اوسکا مستوجب گناہ
اور ملامت نہین ہوتا مثل خصلت نبی صلعم کے بیچ لباس اور بیٹھنے اور اٹھنے کے

اور چوتھا نفل ہے اور وہ وہ چیز ہے کہ ثواب دیا جاوے آدمی اوپر فعل اوسکے اور نہ عقاب کیا جاوے اوپر ترک اوسکے پس مدعی نے جو یہہ لکھا ہی بعض کتب فقہ مین جو اصح سنت ہونے تراویح کو بمقابلہ استحباب کے لکھا ہی مراد وہان مستحب سی ما احبہ السلف ہے نہ وہ کہ سنت ہونا اوسکا آنحضرت کے قول یا فعل یا تقریر سے ثابت ہو لیکن مواظبت اوسپر آپکے نفلاً نہو پس مراد اصحاب اون کتب کی یہہ ہے کہ اصح یہہ ہی کہ تراویح سنت آنحضرت ہے اسلیئے کہ خود آنحضرت نے اسکو سنت فرمایا ہے حیث قال سننت لکم قیامہ یعنی سنت کہا ہی مینے تمہاری لئی قیام رمضان کو باوجود اقرار ہونے سنت کے تاویلات مہملہ رکیکہ کرتے ہین اور طحطاوی سی جو مفید اس مقام کی ہی واسطے رد قول مدعی کے لکہا جاتا ہے اوسکو دیکھیے اور اپنی غلطی پر واقف ہو الشرطی فی الموکدۃ مواظبۃ مع ترکٍ ولو حکماً لکن شان الشروط لا تذکر فی التعاریف قولہ ولو حکماً لعدم الانکار علی من لم یفعل لانہ نیزل منزلۃ الترک حقیقۃً فدخل الاعتکاف فی العشر الاخیر من رمضان لانہ علیہ السلام واظب علیہ من غیر ترک و مقتضاھا وجوب الاعتکاف لکن لما لم ینکر علیہ الصلوۃ والسلام علی من لم یتخلف کان ذلک منزلا منزلۃ الترک حقیقۃ والمراد ایضاً المواظبۃ ولو حکماً لتدخل التراویح فانہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العذر فی التخلف عنہا و

ہو خوف ان تفرض علینا الخ ابوالسعود قولہ درالمختار مین ہے وترات
فی رسالۃ اداب المفتی اذا ذیلت روایۃ فی کتاب معتمد بالاصح او الاولی
اوالاوفق ونحوھا فلہ ان یفتی بھا وبمخالفھا ایضًا ایا شاء یعنے پہر دیکہا
مینے رسالہ اداب مفتی مین کہ جب تذئیل کیجاے کوئی روایت کسی کتاب معتمد
مین ساتہہ لفظ اصح کے یا اولی کے یا اوفق کے یا ساتہہ اسکے مانند کے پس
جایز ہے مفتی کے لئی کہ فتوی دے ساتہہ اوس روایت کے اور ساتہہ مخالف
اوس روایت کے بہی جسکے ساتہہ چاہے بالجملہ بیس رکعت تراویح کو مستحب
کہنا کسی کتاب کی کتب فقہ معتبرہ حنفیہ مین سے مخالف نہین ہے اوول سبحان اللہ
درالمختار کو واسطے فتوی دینے اپنی بقول مرجوح سند لاتے ہین لیکن وہ جو
یہہ لکھتا ہی کہ تراویح سنت موکدہ بیس رکعت ہی اوسکو حجت نہین پکڑتے قلم
دوات کا غذ لیئے بقول مرجوح فتوی لکہنے کو مستعد بیٹہے ہین اور رسالہ لکہہ ہی
ہین اور اس قول سے صاحب درالمختار کے خبر نہین رکہتی وہ یہہ ہی ان
الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق الاجماع وان الحکم الملفق
باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقًا وھو
المختار فی المذھب خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ حکم دینا اور فتوی لکہنا ساتہہ قول
مرجوح کے جہالت اور پہاڑنا اجماع کا ہی اور حکم ملفق باطل ہے بالاجماع
اور رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کے باطل ہے اتفاقًا اور یہی مختار ہے

مذہب مین اگر آپکو مذہب کی قید نہین ہے اور مقلد نہو تو صاف صاف
حال مذہب کا اپنی بتلاو و تقیہ نکرو کہ لوگ دہوکے مین نہ پڑین چونکہ مدعی نے
اپکو حنفی لکہا ہی اور خلاف قول امام ابی حنیفہ رح کے بیس رکعت نماز تراویح کو
سنت موکدہ نہین جانتا ہے لہذا یہہ تحریر بطور تنبیہ الغافلین کے کی گئی اور
مدعی جو بمقابلہ در المختار کے آپکو مفتی جانکر فتوی تراویح آٹہہ رکعت وغیرہ پڑہنے
کا کہ عین حکم ملفق ہی دیتا ہی محض خطا فاش اوسکی ہے مدعی کو لازم ہے کہ
جو امر صریح الحق ہے اور سواد اعظم فقہا و علماً اوسکو اصح کہتے ہین و فتوی
دیتے ہین اوسکو دانت سی مضبوط پکڑے خرق اجماع خلاف سواد اعظم علماً
و فقہا نکرے علیکم بالسواد الاعظم پر نگاہ رکہے امور غیر مفتے بہ کہ مہجور و متروک
جمہور سے مدعی کو ہرگز منصب فتوی دینے کا اوسکے حاصل نہین ہے اپکو
مفتے نہ تصور کرے اور علاوہ اسکے لفظ اصح یہان پر بمعنی صحیح ہے چنانچہ حموی
لکہتا ہی وما ذکرہ المصنف من ان التراویح سنۃ وہو الصحیح نص
علیہ فی الظہیریۃ وغیرہا اور اصح بمعنی صحیح کے عینی نے شرح بخاری
مین لکہا ہے کون ابن سیرین ان یقول فاتتنا الصلوۃ قول النبی صلعم
اصح لیس المراد منہ افعل التفضیل حتی یلزم منہ ان یکون قول ابن
سیرین صحیحا ولیس کذلک وانما المراد بالاصح الصحیح وہذا الکلام قطعی
ابن سیرین الخ حموی شرح اشباہ والنظائر مین

اور یہہ ہے صاحب اشباہ نے تراویح کو بیس رکعت سنت راتبہ سی
قرار دیا ہے واضح ہو طبقات فقہاء کے سات ہین اول طبقہ وہ ہین جنہون
نے استنباط احکام فروع کا ادلہ اربعہ سے کیا ہی وہ غیر مقلدین ہین دوم مجتہدین
فی المذہب ہین مثل امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ کے کہ یہہ دونون نکالنے
والی احکام کے ہین ادلہ اربعہ سے بموجب قواعد امام اعظم رح کے سوم طبقہ مجتہدین
فی المسائل ہین کہ روایت اوس مسائل خاص کے صاحب مذہب سے نہین
آئی کرتے ہین مثل طحاوی و خصاف و کرخی و حلوانی و سرخسی و بزدوی و
قاضی خان وغیرہ کے ہین یہہ مخالف اصول و فروع کے نہین کرتے ہین لیکن استنباط
احکام مسائل کی کرتی ہین جنکے واسطے نص نہین بموجب قواعد کے یہہ سب مخالف اصول
و فروع کے نہین کرتے ہین چہارم اصحاب تخریج ہین مقلدین سے مثل رازی
کے کہ تفصیل قول مجمل ذی وجہین و حکم مبہم و محتمل امرین کے کہ منقول امام و
اصحاب اونکے سے ہی بموجب اصول کے کرتے ہین پنجم طبقہ اصحاب ترجیح ہین
مقلدین سے مثل ابو الحسن قدوری و صاحب ہدایہ کے کہ شان ان سب کے
یہہ ہی کہ تفضیل بعض روایات کے بعض دوسری سے بقول خود کرتے ہین
یعنی ہذا اصح درایۃ و اولی ششم طبقہ مقلدین کہ شان اونکے یہہ ہی کہ وہ تصریح
قوی و اقوی و ضعیف ظاہر الروایت و ظاہر المذہب کے کرتے ہین اور قول
مردود کی نقل نہین کرتے ہین یہہ لوگ اصحاب متون متاخرین سے ہین مثل

صاحب کنز و مختار و وقایہ شفنم وہ مقلد ہین ہین کہ قادر نہین ہین اسپر کہ ذکر کیا
گیا ہی اوپر اور نہین فرق کرتے ہین درمیان لاعزا اور فربہ کے اب قول صاحب
درمختار کو ملاحظہ فرمائے کہ وہ بہ نسبت اپنی لکھتا ہے واما نحن فعلینا ابتاع
مارجحوہ وما صححوہ کما لوافتوا فی حیاتھم الی آخرہ خلاصہ اسکا یہہ ہے
کہ صاحب درمختار لکھتا ہی کہ لیکن ہم سب پر تابعداری اور پیروی اوس چیز
کے ہی کہ جسکو ترجیح دیا ہے اور تصحیح کیا ہی فقہانے جیساکہ اگر وہ لوگ زندہ
رہتے اور فتوی دیتے تو ہم لوگون پر تابعداری اور پیروی اونکے لازم تہی
اوسیطرح بعد مرنے اونکے اون لوگون نے جسکی ترجیح و تصحیح کی ہی پیروی سے
ہمپر لازم ہے پس ہرگاہ صاحب درالمختار بہ نسبت فتوی دینے اپنے یہہ لکھتا ہے
تو مدعی کس گنتی و شمار مین ہی کہ تصحیح قاضی خان وغیرہم کو ترک کرکے بیس
رکعت تراویح کو سنت موکدہ نہین ٹھہراتا ہے برخلاف جمہور فقہا کے منکر اجماع
صحابہ ہین فاعتبروا یا اولی الابصار +

تمت بالخیر

خاتمۃ الکتاب

اوپر اصحاب فہم و درایت علما اہل سنت و جماعت خصوصًا پیروان حضرت امام
ابی حنیفہ رح کے مخفی نرہے کہ صاحب نور الہدی و امداد السنت نے مع دو جواب سائلے

اپنے باوجود ادعاے حنفیت کے فکر بیخ کنی نماز تراویح کے کی ہے یعنی
لکھا ہی کہ نماز تراویح نماز تہجد آنحضرت کی تہی اور وہ آنحضرت پر فرض تہی پس
مواظبت آنحضرت کی نفلاً اوسپر نہ ہوئی تو ہم سب پر سنت نہین ہوسکتی اور
بیس رکعت کا پڑہنا آنحضرت سے ثابت نہین ہوتا ہے اور نہ سنت موکدہ ہوسکتے
ہی گو مواظبت خلفاء راشدین کی اوسپر ہوا ور جسپر مواظبت خلفائی فرمائی بدون مواظبت آنحضرت
کے سنت موکدہ نہین ہوسکتے ہی علاوہ اسکی بیس رکعت تراویح پر تو مواظبت خلفاء راشدین کے بہی متحقق نہین ہے
کہ کسی روایت سی بیس رکعت پڑہنا حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رض کا ثابت
ہو چنانچہ یہہ بات صاحب رسالہ نے صفحہ ۶ امداد السنت مین لکہی ہے جواب با
صواب جملہ مراتب مندرجہ ہر دو رسالہ اوپر لکہا گیا ہی قطع نظر اوسکی خاتمۃ الکتاب
مین جواب اوسکا بہی مجالس الابرار سے تیمناً و تبرکاً لکہا جاتا ہے مجلس اٹہائیس
مین لکہا ہے وفی اما نفس التراويح فهو سنة موكدة على الاعيان للرجال
والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله صلى
الله عليه وسلم الى يومنا هذا فلا ينبغي تركها والدليل على هذا ما
روى ان النبي صلعم اتخذ في المسجد حجرة من حصير ليصلي فيها السنن
وكان يخرج من الحجرة ويصلي التراويح للناس بالجماعة فعل هذا ثلث
ليال فلما كانت الليلة الرابعة اجتمع ناس كثير حتى عجز المسجد
من اهله فلما راى رغبة الناس دخل الحجرة بعد ما صلى الفريضة

ولم یخرج الیھم وما زالوا ینظرون خروجہ وظنوا انہ نام وجعل
بعضھم یتنحنح لیخرج الیھم وبعضھم یقول الصلوٰۃ فخرج الیھم فقال ما
زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب
علیکم ما قمتم بہ فصلّوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوٰۃ المرء
فی بیتہ الا الصلوٰۃ المکتوبۃ فتوفیّ رسول اللہ عمروالامر علیٰ ذٰلک
ثم کان الامر علیٰ ذٰلک فی خلافۃ ابی بکر وصدرا من خلافۃ عمر ثم ان عمر فی
ایام خلافتہ رای الناس یصلون التراویح فی المسجد منفردین وامرھم
ان یصلوھا جماعۃ فامر ابی ابن کعب وتمیم الداری لیصلّیا ھا بالناس
امامۃً فصلّیا ھا بالجماعۃ والصحابۃ ح متوازون منھم عثمان و
علی وابن مسعود وابن العباس وابنہ وطلحۃ والزبیر ومعاذ وغیرھم
من المھاجرین والانصار وما رد علیہ واحد منھم بل ساعدوہ و
وافقوہ وامروہ بذٰلک وواظبوا علیھا حتی ان علیًا اثنیٰ علیہ ودعالہ
بالخیر وقالوا نوّر اللہ مضجع عمر کما نوّر مساجدنا وقد قال النبی علیہ
السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی وھی عشرون
رکعۃً ترجمہ لیکن نفس تراویح پس وہ سنت موکدہ ہی اوپر ذالوں سے مرد
اور عورت سے توارث کیا اوسکو خلف نے سلف سے نزدیک زمانہ رسول صلعم
سی آجتک پس نہیں سزاوار ہے ترک اوسکا اور دلیل اوپر اسکے وہ ہے کہ

روایت کیا گیا ہے کہ بیشک نبی صلعم نے بنایا مسجد مین حجرہ چٹائی سے
تاکہ پڑہین بیچ اوسکے سنت اور تہی حضرت نکلتی تہی حجرہ سے اور نماز پڑہتے
تہی تراویح نکے ساتہہ آدمیون کے ساتہہ جماعت کے اور کیا اوسکو تین رات
پس جب کہ ہوئی رات چوتہی جمع ہوئی لوگ بہت یہان تک تنگی کیا مسجد نے
اون لوگون سی ہرگاہ دیکہا حضرت نے رغبت آدمیون کے تشریف لے گئے
حجرہ مین بعد پڑہنے نماز فرض کے اور نہین نکلے طرف اونکے پس تہی
کہ دیکہتے تہی تشریف لانا آپکا اور گمان کیا کہ تحقیق آپ سو گئے اور تہی بعض
اون اصحاب سے کہ کہانستے تہی تاکہ نکلین آنحضرت طرف اونکے اور کہتے تہی
بعض الصلوۃ الصلوۃ پس نکلی آنحضرت طرف اوسکے پس فرمایا ہمیشہ رہتا
تمہاری وہ چیز کہ دیکہا مینے فعل تمہارے سے یہان تک کہ ڈرا مین یہہ کہ
فرض کیا جائے اوپر تمہاری اور اگر فرض کیا جاتا اوپر تمہاری تو نہ قیام
کرسکتے تم ساتہہ اوسکے پس پڑہو نماز اے لوگو بیچ گہرون اپنے کے
پس تحقیق افضل نماز مرد کے بیچ گہر اوسکے ہی مگر نماز فرض پس وفات فرمایا
رسول اللہ صلعم نے اور حال یہہ تہا کہ امر تراویح کا اوپر اسی کے تہا تس پیچہے
تہا امر اوپر اوسی حال کے بیچ خلافت حضرت ابی بکر صدیق رض عنہ کے
اور اول خلافت حضرت عمر رض عنہ سے تس پیچہے تحقیق حضرت عمر رض نے
بیچ ایام خلافت اپنی کے دیکہا لوگون کو پڑہتے تہی تراویح کو بیچ مسجد کے

نس بہجی

درانحالیکہ تھے تنہا تنہا اور امر فرمایا حضرت عمر رض عنہ نے اونکو یہہ کہ
پڑہی تراویح کو جماعت کے ساتہہ پس حکم فرمایا ابی ابن کعب اور تمیم
داری کو تاکہ پڑہاوین دونون اوسکو ساتہہ لوگونکے از روے امامت
کے پس پڑہایا دونون نے اوسکو یعنے تراویح کو جماعت کے ساتہہ
اور تہے صحابہ اسوقت مین برابر بیچ اس بات کے اور بعض اونمین سے
حضرت عثمان اور حضرت علے اور ابن مسعود اور ابن عباس اور
بیٹے اونکے اور طلحہ اور زبیر اور معاذ اور غیر اونکے مہاجرین اور
انصار مین سے رض اللہ عنہم اور نہین رد کیا اوپر اوسکے کسی نے اونمین
سے بلکہ اعانت کیا سب نے اونکی اور موافقت کی اور امر فرمایا سب
نے اونکو ساتہہ اوسکے اور مواظبت کیا سب نے اوپر اوسکے یہان تک
کہ تحقیق حضرت علی رض اللہ عنہ نے ثنا کیا اوپر حضرت عمر رض کے اور
دعا کیا واسطے اونکے ساتہہ خیر کے اور رکہا سب نے روشن کرے اللہ
تعالی قبر حضرت عمر کو جیسا کہ روشن کیا حضرت عمر نے مسجد ہماری کو
اور تحقیق فرمایا آنحضرت صلعم نے لازم پکڑو اوپر اپنے سنت ہماری
اور سنت خلفاء راشدین ہماری کے پیچھے میرے اور رہی وہی تراویح
بیس رکعت وفی الحموی صلاہا عمر بعدہ عشرین
رکعۃ ووافقہ الصحابۃ علی ذالک فقط + ترجمہ

لکھا ہے بڑہی اونہی تراویح کو حضرت عمر نے بیس رکعت اور موافقت (سنت ساتھ)
کی حضرت عمر کے اصحابون نے اوسی بیس رکعت کی +

اللهم انی اعوذ بك من الشقاق
والنفاق وسوء الا
خلاق

قطعہ تاریخ از نتائج فکر عالی مولوی محمد عبد الرحمن خان صاحب صدر امین مقام اگرہ

مولف این عجالہ نافعہ

نوشتم من چو این سفر سعادت	بتائیدات افکار خدا داد
پسندیدند این را اہل دانش	برای طبع آن کردند ارشاد
چو پرسیدم ز ہاتف سال تاریخ	بگفتا آمدی غالب برا مداد

فتوی علمای جونپور — سنہ ۱۲۸۵ ہجری

اگر کسی از پیروان امام اعظم احیاناً لفظ سنتہ را درین باب بموکدہ تقیید نماید
مراد ازان نیز موکدہ باشد اما عدد رکعات آن پس نزد حنفیہ غیر از
بست بثبوت نرسیدہ بلکہ ہمین بست رکعت نزد شان موسوم بتراویح
است فی السراجیۃ التراویح سنتہ خمس ترویحات کل ترویحۃ اربع رکعات
وفی الکنز وسن فی رمضان عشرون رکعۃ قال صاحب البحر وانما لم

سنت
ساتھ

يذكرها مع السنن المؤكدة قبل النوافل المطلقة لكثرة شيوعها ولاختصاصها بحكم من
بين سائر السنن وهو الاداء بجماعة مولانا شاه عبد العزيز مى فرمايد در روايات
صحيحه مرفوعه تعيين عدد نيامده ليكن از الفاظ مذكوره در احاديث مثل كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد في رمضان ما لا يجتهد في غيره رواه مسلم
معلوم مى شود كه عددش بسيار بود ودر مصنف ابن ابى شيبه بروايت
ابن عباس وارد شده كه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى في رمضان
في غير جماعة عشرين ركعة والوتر اما بيهقى اين روايت را تضعيف نموده
به ضعف جد ابى بكر حال آنكه او آنقدر ضعف ندارد كه روايت او مطروح
ساخته شود آرى اگر معارض آن حديث صحيح مى بود البته ساقط ميشد وآنچه
مروى شده ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة
مراد ازان نماز تهجد است كه در رمضان وغيره برابر بود وآنرا صلاة
الليل مى گفتند انتهى وابن همام مخالفت قوم بقياس خود كرده ولذا لا يسمع
في هذا الباب پس معلوم شد كه مصداق تراويح نزد حنفيه وجمهور سنت وغيرها
همان بست ركعت خواهد بود وفي الواقع تراويح سنت مؤكده وآن بست ركعات است

(حاشیه: يجتهد)

كتبه [مهر: محمد يوسف] + [مهر: محمد فاروق] چرياكوٹى عفى عنه

اصاب من اجاب [مهر: محمد عبد الاحد]

فتوى علماى رامپور

در تعیین بست رکعت تراویح هرچه حضرت مولانا شاه عبد العزیز رحمة الله علیه
تحریر فرموده اند بعینه منقول می شود و آن اینست در باب تراویح
چنانچه این حدیث صحیح وارد شده که ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره
علی احدی عشرة رکعة همچنان این احادیث هم صحیح وارد شده اند که
قالت عائشة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
یجتهد فی رمضان ما لا یجتهد فی غیره رواه مسلم وعنها رضی الله عنها
کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیا اللیل وایقظ اهله وجدّ و
شدّ المیزر رواه البخاری ومسلم وابو داود والنسائی وعن النعمان بن
بشیر قال قمنا مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی شهر رمضان لیلة
ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معه لیلة خمس وعشرین الی
نصف اللیل ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرین حتی ظننا ان لا ندرک الفلاح
ای السحور پس وجه تطبیق درمیان این روایات که صریح دلالت بر زیاده
کمّی وکیفی نماز آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در رمضان بر غیر آن میکنند
و دران روایت که نفی زیادت می کند همین است که ان روایت محمول بر نماز
تهجد است که در رمضان وغیر رمضان یکسان بود وغالبا بعد دوازده
رکعت مع الوتر میرسید. دلیل برین حمل آنست که راوی این حدیث ابو سلمه
ست در تتمه این روایت میگوید که قالت عائشة فقلت یا رسول الله تنام

قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی کذا رواه البخاری
وسلم وظاهرست که نوم قبل از وتر در نماز تهجد متصور میشود نه در غیر آن و
روایات زیادت محمول بر نماز تراویح ست که در عرف آنوقت بقیام رمضان
مسمی بود آمدم برانکه قیام رمضان بچند رکعت ادا میفرمودند در روایات
صحیحه مرفوعه تعیین عدد نیامده لیکن از الفاظ مذکوره در جد و اجتهاد
آنحضرت صلی الله علیه وسلم معلوم می شود که عددش بسیار بود و در
مصنف ابن ابی شیبه وسنن بیهقی بروایت ابن عباس رضی الله عنه
وارد شده که کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یصلی فی رمضان فی غیر
جماعة بعشرین رکعة والوتر اما بیهقی این روایت را تضعیف نموده بعلت
آنکه راوی این حدیث جد ابی بکر بن ابی شیبه است که ابوشیبه است حالانکه
ابوشیبه جد ابوبکر بن شیبه آنقدر ضعف ندارد که روایت او را مطروح
ساخته شود آری اگر معارض او حدیث صحیح می بود البته ساقط می گشت
وقد سبق ان الذی ما یتوهم معارضا له اعنی حدیث ابی سلمة عن عائشة المتقدم
ذکره لیس معارضا بالحقیقة فبقی سالما کیف وقد تائید بفعل الصحابة
رضی الله عنهم کما رواه بیهقی فی سننه باسناد صحیح عن السائب بن
یزید رض قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه
فی شهر رمضان بعشرین رکعة وروی مالک فی الموطا عن یزید بن

روبان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر رضی اللہ عنہ بثلاث و
عشرین و فی روایۃ باحدی عشرۃ و بیہقی درین ہر دو روایت جمع نمودہ
است باین طریق کہ اول صحابہ کرام عدد یازدہ را کہ عدد مشہور تہجد آنحضرت
بود درین نماز ہم اختیار فرمودہ بودند للعلۃ المشترکۃ بینہما وہو ان
کلًا منہما صلوٰۃ اللیل و چون نزد ایشان ثابت شد کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم درین ماہ درین قیام زیادت ازان عدد میفرمودند
ولعشرین می رسانیدند من بعد عدد بست و سہ را اختیار کردند و برین
عدد اجماع شد و بعد از تحقق اجماع مراعات این عدد ہم از ضروریات
گشت در حق قرون متاخرہ انتہی حررہ العبد المذنب الاواہ محمد لطف اللہ
عفی عنہ فقط الحق احق بالاتباع کتبہ محمد سعد اللہ الجواب حق صریح
عبد القادر بدایونی

شاہجہان پور

جواب صحیح است اصاب من اجاب مجیب مصیب است قد اصاب المجیب الجواب صحیح

غلام علی | محمد حسین | احمد عفی عنہ | نور محمد | سرفراز علی قاضی شاہجہانپور

اصاب من اجاب مجیب مصیب است

بہاءالدین | محمد امین

مراد آباد

الجواب صحیح — اسی پر عمل ہی — یہی ثواب ہی — الحق مجیب — الجواب صحیح

ظہور حسن	محمد رفیع اللہ	عزیز اللہ	غلام نبی	محمد یعقوب

بریلی

جواب صحیح ہی — اصاب من اجاب — مجیب مصیب است — جواب صحیح ہے

محمد حسن	احمد حسن	محمد پیر [illegible] علی	محمد عبد الہادی

سہارنپور

قد اصاب ما [illegible] — تارک آن عند [illegible] است — جواب صحیح است

محمد انصاری	سعادت علی	محمد عماد الدین	محمد قاسم	محمد [illegible] علی	احمد حسن رامپوری

عبد الرزاق	محمد اسحاق	محمد امیر خان	محمد زمان قندہاری

جواب صحیح ہے

تلمیذ مولانا محمد عبد العزیز صاحب ہو

لاہور

جواب صحیح

فقیر نور محمد	حافظ محمود	امیر علی	غلام محمد

[illegible]

حامداً ومصلیاً ومسلماً

اشتہار

پوشیدہ نرہے کہ بیس رکعت تراویح پڑہنے کا عمل زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ
باجماع صحابہ کبار استقرار پایا اور زمانہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما مین بہی اسیکا
رواج رہا کہ امام مالک رح موطا مین یزید ابن رومان سے اسکی روایت کرتے مین اور امام ابو حنیفہ
اور اصحاب انکے اور امام شافعی رح اور امام احمد حنبل رح کا یہی مذہب ہے اور شرقاً و غرباً
لوگون کا آجتک اسی پر عمل ہے اور بڑے بڑے فقہاے نامدار نے اسکو سنت موکدہ [illegible] طیبہ
خلفاے راشدین کا لکہا ہے مگر زمانا [illegible] مولوی محمد بشیر سہسوانی نے باعث قصور علم و فہم کے
برخلاف جمہور فقہا کے انکار بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے سے کیا اور برعکس اونکے عمل
کیا تب رسالہ استقصاء التراویح مشتمل فتوی سنت موکدہ ہونے بیس رکعت نماز تراویح کے دستخط
سے علماے [illegible] مزین کراکے چہپوایا گیا سید امداد علی صاحب اکبرآبادی نے اونکی اعانت بتنویر و صلاح
مولوی بشیر الدین قنوجی کی اور دو رسالہ نور الہدی و امداد السنۃ کہ جس سے بیخ کنی نماز تراویح
کی ہوتی ہے چہپواکر شایع کرائے لہذا خاکسار نے واسطے برقرار رہنے اوس سنت کے رسالہ
توضیح السنۃ الہدی [illegible] دونون رسالون کے رد مین لکہا اور بمواہیر دستخط سے علماے
نامدار کے مزین کراکے چہپوایا کہ لوگ مغالطہ مین ان تینون شخصون کے نہ آوین بدستور
اس شعائر دین کو قایم رکہین جو بہائی دیندار اس رسالہ کو پڑہے اس عاجز کو دعاے خیر سے یاد کرے
اللہ جل شانہ بحرمت نبی [illegible] و آلہ و اصحابہ اونکے اس خیرخواہ دین متین کو اجر عظیم